ربیع الثانی 1438ھ بمطابق جنوری 2017

درسِ قرآن
اسلام میں احکام پردہ وحجاب
پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

درسِ حدیث
گیارھویں شریف کا مدلل ثبوت
تخریج: مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

ختم گیارھویں شریف اور اعتراضات کے جوابات
پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

شرح سلام رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

درود وسلام وظیفۂ عشاق
مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ

اہلسنت

گجرات پاکستان

INTERNATIONAL

ربیع الثانی 1438ھ بمطابق جنوری 2017ء

تحفظِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب

اور نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

بفیضانِ نظر: شیخ المشائخ حضور خواجہ پیر محمد سید سلم قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ: شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

حسنِ ترتیب

قیمت فی شمارہ	زرسالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات

100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادری پرنٹر سلیمان تیمور مقامِ اشاعت الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ ''اہلسنت'' الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا ، ہر دم
حسنِ تازہ میں نئے رنگ بسانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کسے ہاتھ خزانے آئے

اُس کی دہلیز سے قائم رہی نسبت، کعبیؔ
جب بھی اُٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

(جل جلالہٗ)

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نبی
مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نبی

دنیا کی مشکلوں سے پریشاں نہ ہو کبھی
پیشِ نظر ہے جس کے، تری ذات یا نبی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطاں بنا دیا
جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نبی

کر لیجیے شمار اِنھی میں مرا، حضور
کرتے ہیں جو ثنا تری دن رات یا نبی

دل میں تری ثنا ہو لبوں پر درود ہو
اسوہ ترا ہو شمعِ خیالات یا نبی

سورج کو تو نے پلٹا تو مہتاب کو دو لخت
تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نبی

کعبیؔ کی میرے آقا یہی آرزو ہے بس
ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پروفیسر منیر الحق کعبی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی ، پیشوائے اہلسنت صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری، مناظر اہلسنت صاحبزادہ مفتی محمد معروف سبحانی قادری، مبلغ یورپ پیرزادہ محمد مسعود قادری دَامَتۡ بَرَکَاتُھُمُ الۡعَالِیَۃ کی والدہ ماجدہ محترمہ غلام فاطمہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھَا ۲۴ نومبر بروز جمعرات رحلت فرما گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ کی نمازِ جنازہ ۲۵ نومبر بروز جمعۃ المبارکہ ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ مرحومہ ومغفورہ کے بڑے بیٹے مفتیِ اعظم مفتی محمد اشرف القادری اطال اللہ عمرہٗ نے پڑھائی۔

نمازِ جنازہ میں ملک بھر کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی کثیر تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔

مرحومہ نے اپنے چاروں بیٹوں اور تینوں بیٹیوں کو متبحر عالم دین اور درسِ نظامی کی قابل ترین استاذ بنایا، اور بے شمار یتیموں، مساکین اور سینکڑوں، ہزاروں علماء، حفاظ قرآن اور عالمات وفاضلات کی پرورش کی۔ مرحومہ کی سیرت تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت اور کثرت تلاوت قرآن سے عبارت ہے۔

پاکستان اور بیرونی ممالک کے ممتاز علماء ومشائخ اور تمام شعبہ ہائے زندگی کے مسلمانوں نے مرحومہ کے وصال کو بہت بڑا دینی نقصان قرار دے کر مرحومہ کیلئے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

درسِ قرآن

اسلام میں احکامِ پردہ وحجاب

پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دین اسلام، تقویٰ وطہارت اور شرم وحیا وغیرت کی اعلیٰ ترین اقدار کا حامل مذہب ہے لہذا دین اسلام نے افراد اور معاشرے کو زنا کی دینی، اخلاقی ومعاشرتی تباہ کاریوں سے بچانے کیلئے بعض صورتوں میں ۱۰۰ کوڑوں اور بعض صورتوں میں سنگساری (یعنی پتھر مار مار کے ہلاک کرنے) کی سخت ترین سزائیں مقرر کی ہیں اور اس جرم قبیح کے انسداد کیلئے زنا کے تمام دواعی واسباب اور محرکات پر بھی پابندی لگائی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّ سَآءَ سَبِیۡلًا۔"

"اور تم زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔"(۱)

اس آیت میں زنا کے قریب جانے سے ممانعت کا معنی یہ ہے کہ تم زنا کے دواعی واسباب اور محرکات کو بھی اختیار نہ کرو۔

چونکہ بے پردگی اور اجنبی عورتوں ومردوں کا باہمی اختلاط ہی اقوام مغرب کی اخلاقی تباہی کا سبب بنا ہے حتی کہ اب نکاح کے بغیر دوستی میں حرام اولاد پیدا کرنے کی کھلی چھٹی ہے اور اب تو جنس پرستی اور تبدیلی جنس کا رجحان بھی پیدا ہو چکا ہے۔ اَلۡعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنۡ ذٰلِكَ

لہذا ہم پردہ وحجاب کے احکام شرعیہ پر قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی سے چند دلائل پیش کر رہے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ پردہ وحجاب عربوں کی ثقافت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کا اہم دینی فریضہ ہے اور انسانی اقدار کی حفاظت کیلئے امر لابدی ہے۔

ستر کے مسائل واحکام

ستر سے مراد یہ ہے کہ مرد اور خواتین چھپانے کے اعضاء کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

۱: مستدرک حاکم میں حدیث نبوی ہے:

"مرد کا ستر ناف اور گھٹنوں کے درمیان ہے۔"

۲: دار قطنی جلد اصفحہ ۲۳۱ پر ارشاد نبوی ہے:

"اَلرُّکۡبَۃُ مِنَ الۡعَوۡرَۃِ۔"

"گھٹنا ستر ہے۔"

۳: بیہقی شریف ومشکوۃ شریف میں ارشاد نبوی ہے:

"لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ۔"

"اللہ تعالیٰ نے (ستر) دیکھنے والے اور عمداً (ستر) دکھانے والے (دونوں) پر لعنت کی ہے۔"

لہذا مرد کیلئے ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر کو بیوی کے سوا کسی کے سامنے ننگا کرنا ناجائز وگناہ ہے اور مرد کے ستر کو دیکھنے والے اور میڈیا پر دکھانے والے تمام ذمہ داران بھی گناہ کے مرتکب ہیں۔

عورت کیلئے نماز کے اندر ستر یہ ہے کہ وہ چہرہ اور ہاتھوں کے سوا سارا جسم چھپا کر رکھے حتی کہ اگر کسی عورت کے سر کا چوتھا حصہ نماز میں ننگا رہے تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ

۱: "قرآن مجید" سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۳۲۔

تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت تہبند کے بغیر صرف قمیص اور چادر کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"بشرطیکہ قمیص لمبی ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو چھپا لے۔"(۲)

البتہ نماز سے باہر عورت کا جسم اس کے شوہر کیلئے ستر نہیں لیکن محارم کیلئے چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ سارا جسم ستر ہے اور اجنبی لوگوں کیلئے ستر عورت کیساتھ پردہ وحجاب کے احکام زائد ہیں جن کی رو سے عورت کو آنکھ کے سوا چہرہ اور تمام جسم چھپانا چاہئے۔ البتہ بوڑھی عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ ننگا رکھنے کی مجاز ہیں۔ ستر عورت کے ان احکام کے ساتھ عورتوں و مردوں کیلئے "غض بصر" یعنی نگاہوں کو جھکانا اور تمام دیگر محرکات شہوت سے بچنا ضروری ہے۔

قرآن مجید سے ارشاد باری تعالیٰ

۱: "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔"

"اور عورتیں اپنی زینت (جسمانی اور معنوی محاسن) نہ دکھائیں بجز اسکے جو خود ظاہر ہو جائے۔"(۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں "بجز اسکے کہ جو خود ظاہر ہو جائے" سے مراد لباس ہے۔

مفسرین کے دیگر اقوال کے مطابق اس سے مراد آنکھوں کا سرمہ اور زیورات کی جھنکار وغیرہ ہے جو اضطراری صورت ہے۔ اس حکم کا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنے تمام محاسن کو چھپانے کیلئے اپنے اختیار کو بروئے کار لائیں پھر اگر کوئی چیز اضطراراً یعنی غیر اختیاری طور پر کھل جائے تو تمہارا مواخذہ نہیں ہوگا۔

۲: "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔"

"اور مومن مردوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ (طریقہ) ان کیلئے بہت پاکیزگی والا ہے۔"(۴)

اِن احکام میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے محاسن کے فتنہ و آزمائش سے مردوں کو بچانے کے لئے دوہرا انتظام کیا گیا ہے ایک طرف عورتیں اپنے محاسن چھپائیں تو دوسری طرف عورتوں کے لباس اور قد و قامت اور آنکھ وغیرہ جیسے محاسن جن کو چھپانا عورت کے بس میں نہیں رہتا سے بچنے کے لئے مرد غض بصر یعنی آنکھوں کو نیچی رکھنے کی عادت اختیار کریں۔

۳: "يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔"

"اے نبی! اپنی بیبیوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو حکم دیں کہ وہ جلابیب (بڑی چادروں) کا ایک پلہ اپنے آپ (سروں اور کندھوں) پر ڈالے رہیں۔"(۵)

اس آیت کے تحت صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی عورتوں کو آنکھ کے سوا اپنے سروں کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔(۶)

جبکہ اس سے پہلے عورتوں کیلئے چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ ستر کے احکام نازل ہو چکے تھے ازواج مطہرات چہروں کو چھپائے بغیر قضاء حاجت کیلئے جاتی تھیں اور جب ملاقاتی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کیلئے آتے تو بھی چہرہ اور ہاتھوں کے سوا دیگر جسم کے ستر کا اہتمام فرماتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول ﷺ! آپکے پاس اچھے اور بد ہر قسم کے لوگ

۲: "سنن ابی داؤد"۔

۳: "قرآن مجید" سورہ نور، آیت نمبر: ۳۱۔

۴: "قرآن مجید" سورہ نور، آیت نمبر: ۳۰۔

۵: "قرآن مجید" سورہ احزاب، آیت نمبر: ۵۹۔

۶: "مظہری" و دیگر تفاسیر۔

آتے ہیں کتنا ہی اچھا ہو کہ آپ اپنی عورتوں کو پردہ کا حکم دیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔"(۷)

۴: "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔"

"اور جب تم نے اُن (ازواج مطہرات) سے کوئی استعمال کی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔"(۸)

اس آیت کے تحت عالم وعارف شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے استاذ حضرت ملا جیون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں یہ حکم تمام مومن عورتوں کیلئے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام عورتیں مردوں سے پردہ اختیار کریں اور اپنے جسموں کو مردوں پر ظاہر نہ کریں۔(۹)

۵: "والْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ۔"

"اور بوڑھی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (چہرہ ڈھانپنے کے) کپڑے اتار دیں دراں حالیکہ وہ اپنی زینت (جسمانی اور مصنوعی محاسن) نہ دکھاتی پھریں اور اگر وہ اس (چہرہ ڈھانپنے کے کپڑے اتارنے سے) بچیں تو یہ اُن کیلئے زیادہ بہتر ہے۔"(۱۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بوڑھی عورتوں کے کپڑے اتارنے کی رخصت سے مراد بڑی چادریں ہیں۔(۱۱)

نیز اسی احکام القرآن میں ہے کہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ بوڑھی عورت کے بال ستر ہیں اجنبی کیلئے جوان عورت کی طرح بوڑھی عورت کے بالوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

احادیث مبارک وآثار سے

نماز کے اندر چہرہ، ہاتھ اور بعض فقہاء کے نزدیک پاؤں کے سوا سارا جسم ستر ہے، اسی لئے حجاب کی آیات نازل ہونے سے پہلے ازواج مطہرات اور دیگر خواتین صرف نماز والا ستر اختیار کرتی تھیں جس سے کچھ لوگ پردہ وحجاب کے واضح احکام کے نزول کے بعد بھی پہلے کے احکام کی بنا پر چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جو کہ درست نہیں۔ چہرہ ہی مرکز حسن اور فتنہ کا سبب ہے لہٰذا ضرورت شرعیہ مثلاً گواہی، حادثہ، علاج معالجہ وغیرہ کے بغیر نوجوان عورت کیلئے اجنبیوں کے سامنے چہرہ ننگا رکھنا درست نہیں۔ چنانچہ احادیث ملاحظہ کریں:

۱: اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ وہ اور اُم المومنین میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس تھیں کہ (نابینا صحابی) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اندر داخل ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِحْتَجِبَا مِنْهُ۔"

"تم دونوں اس سے پردہ کرو۔"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ! وہ نابینا ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھتے۔"

تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَفَعُمْیَاوانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔"

"کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھتیں۔"(۱۲)

اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد مرد کیلئے اجنبی عورت اور عورت کیلئے اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں۔

۷: "صحیح مسلم"۔

۸: "قرآن مجید" سورہ احزاب، آیت نمبر: ۵۳۔

۹: "تفسیر احمدیہ"۔

۱۰: "قرآن مجید" سورہ نور، آیت نمبر: ۶۰۔

۱۱: "احکام القرآن للجصاص"۔

۱۲: "سنن ابو داؤد" کتاب اللباس، جلد: ۲، صفحہ: ۲۱۴، رقم الحدیث: ۴۱۱۲۔ "جامع ترمذی" ودیگر۔

۲: حدیث مبارک ہے:

"نساء کاسیات عاریات..... لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحا۔"

"اور ایسی عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں۔۔۔وہ جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی۔"(۱۳)

۳: نبی کریم ﷺ نے اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کیا تو ایک صحابی نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! دیور کا کیا حکم ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ۔"

"دیور موت ہے۔"(۱۴)

نوٹ:

جن لوگوں نے کزنوں، دیوروں، بہنویوں اور غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ ختم کررکھا ہے انہیں پردہ وحجاب کے اس حکم شرعی پر عمل کرنا چاہیے۔

۴: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:

"صحابی رسول حضرت صفوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب مجھے دیکھا تو مجھے پہچان لیا کیوں کہ انہوں نے پردہ وحجاب کے احکام سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا میں اُنکے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہنے سے بیدار ہوگئی تو میں نے فوراً بڑی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔"(۱۵)

یہ حدیث روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ازواج مطہرات اور خواتین اسلام حجاب کے احکام نازل ہونے سے پہلے چہرہ نہیں چھپاتی تھیں لیکن پردہ وحجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد وہ اپنے چہروں کو چھپاتی تھیں اور اجنبی لوگ انھیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

۵: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ثلثة لا یدخلن الجنة ابدا الدیوث والرجلة من النساء والمدمن الخمر۔قالوا:فما الدیوث؟ قال الذی لایبالی من دخل علی اهله۔"

"تین ہرگز جنت میں ہمیشہ داخل نہیں ہونگے (۱) دیوث (۲) عورتوں میں سے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت (۳) شراب پینے والا۔صحابہ نے عرض نے کی: دیوث کون ہے؟ فرمایا: جو اپنی اہل خانہ (یعنی خواتین خانہ) کے بارے میں پروانہ کرے کہ کون ان کے پاس آتا جاتا ہے۔"(۱۶)

عورتوں کی مردوں کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ سر کے بال کندھوں سے اوپر تک کٹوا دیں یا مردانہ لباس پہنیں یا مردوں کی طرح ہر جگہ گھومتی پھریں یا مردوں کے عادات واطوار اختیار کریں۔

اجنبی عورتوں مردوں کا ہاتھ ملانا اور دیکھنے کا شرعی حکم:

۱: حدیث مبارک ہے:

"فَالْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْکَلَامُ وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا۔"

"دونوں آنکھوں کا زنا، دیکھنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا کلام کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔"(۱۷)

۲: حدیث پاک ہے:

"یُطعن فی راس احدکم بمخیط من حدید خیر له من ان یمس امرأة۔"

۱۳: "صحیح مسلم" "کتاب اللباس، جلد:۲، صفحہ:۲۰۵، رقم الحدیث:۲۱۲۸۔

۱۴: "صحیح بخاری" جلد:۲، صفحہ:۷۸۷، رقم الحدیث:۵۲۳۲۔ "صحیح مسلم" ودیگر۔

۱۵: "صحیح بخاری" جلد:۲، صفحہ:۲۹۶۔

۱۶: "مجمع الزوائد" جلد:۴، صفحہ:۵۹۹۔و "طبرانی"۔

۱۷: "صحیح بخاری کتاب الاستئذان، حدیث:۵۸۸۹۔ "صحیح مسلم"، "مسند احمد"۔

"تم میں سے کسی ایک کے سر میں لوہے کی سلاخ چھو دی جائے کسی غیر محرم عورت کو چھونے سے بہتر ہے۔"(۱۸)

۳: حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"عورتوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے مصافحہ کریں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔"(۱۹)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"ما مس النبی ﷺ بیدہ امرأة قط۔"

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی (اجنبی) عورت کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوا۔"(۲۰)

۵: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من نظر الی محاسن امرأة اجنبیة عن شھوة صب فی عینه الآنك یوم القیمة۔"

"جو کسی اجنبی عورت کے محاسن کو نظر شہوت سے دیکھے قیامت کے دن اسکی آنکھ میں سیسہ ڈالا جائیگا۔"

اختتامیہ

میں نے پردہ وحجاب کے شرعی احکام کے بارے میں قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی سے چند مضبوط دلائل پیش کیے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھنے والے لوگ اِن احکام شرعیہ کا ضرور احترام کریں گے اور پردہ وحجاب کی ترویج کیلئے اپنا دینی کردار پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور جو لوگ مسلمان ہیں اور اسکے باوجود مسلمانوں میں بے راہروی پھیلانے کے کسی طرح بھی ذمہ دار ہیں اس آیت مقدسہ کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کرینگے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔"(۲۱)

"بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے اُن کے لئے دنیا وآخرت میں سخت سزا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ!!!

۱۸: "مجمع الزوائد" جلد:۴، صفحہ:۳۵۸، الرقم:۳۲۶۔

۱۹: "سنن ابو داؤد" جلد:۲، صفحہ نمبر:۱۶۲۔

۲۰: "سنن ابو داؤد کتاب الخراج" جلد:۲، صفحہ:۵۹۔

۲۱: "قرآن مجید" سورہ نور، آیت نمبر:۱۹۔

درس حدیث

گیارھویں شریف کا مدلل ثبوت

از: مناظر اسلام، شیر اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی
تخریج: مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"ھُوَ الْمُوَفِّقُ لِلثَّوَابِ بِحَقِّ حَبِیْبِهِ الَّذِیْ ھُوَ عَالِمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَیْهِ اَفْضَلُ صَلٰوةِ رَبِّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ"۔

گیارہویں شریف حضور سیدنا وغوثنا وغوث الثقلین وغیاث الدارین وامام الثقلین حضرت نور علیٰ نور سیدنا غوث اعظم عَلَیْهِ الرَّحْمَة کی بارگاہِ غوثیت کبریٰ میں ایصالِ ثواب کا ایک ہدیہ وندرانہ ہے۔ جس کو کرنا از روئے قرآن کریم وحدیث شریف جائز بلکہ مسلمانوں کی شان ہے اور اس کے ثبوت کیلئے فقیر: دیوبندیہ ووہابیہ کے مشترکہ امام ابن قیم کی کتاب "کتاب الروح" کی عبارات چند نقل کرتا ہے تاکہ مخالفِ گیارہویں شریف خود اپنے گھر کی کتاب ابن قیم کا مطالعہ کر کے دیکھ لے اس کو کوئی عذر باقی انکار کا نہ رہ جائے۔ جو شخص حوالہ غلط ثابت کرے فی حوالہ یک صد روپیہ انعام لے سکتا ہے۔

ابن قیم "بخاری شریف" سے حدیث نقل کرتا ہے، چنانچہ "کتاب الروح" (مطبوعہ مصر) صفحہ ۱۷۶ میں ہے[۲]:

"وَفِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا: اَنَّ سَعْدَبْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّیَتْ اُمُّهٗ وَھُوَ غَائِبٌ عَنْھَا، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ)! اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْھَا فَھَلْ یَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: فَاِنِّیْ اُشْھِدُكَ اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَنْھَا"۔[۳]

"سرکار سید المفسرین سرکار عبد اللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ: سرکار سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ محترمہ انتقال فرماگئی تھیں اور وہ حاضر (اس وقت پاس موجود) نہ تھے، پس وہ بارگاہِ شہنشاہِ کون ومکان، مالکِ زمین وآسمان عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں حاضر ہوئے، عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! میری والدہ انتقال فرماگئی ہے اور میں موجود نہ تھا پس کیا نفع پہنچے گا میری والدہ کو اگر میں کچھ خرچ کر کے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کروں؟ تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم صاحب لولاک عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ہاں! تو صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک باغ کا باغ (یعنی پورا باغ اپنی) والدہ کے نام صدقہ کر دیا"۔

اس بخاری شریف کی صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بھی نیک سلسلہ ایصالِ ثواب کیلئے کیا جائے اگرچہ وہ گیارہویں شریف ہو یا عرس مبارک ہو یا ختم شریف ہو یا قل ہوں یا چالیسواں ہو یا مجلس میلاد شریف ہو سب کا ثواب وہدیہ اہلِ برزخ کو پہنچ جاتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اہلِ سنت کا عمل حدیث شریف کے موافق ہے مخالف نہیں ہے اب بتائیں ذرا دیوبندی وہابی! ان کا عمل منع کرنا کس آیت، کس حدیث کے موافق ہے؟

ایصالِ ثواب کسی صورت میں بھی ہو وہ محبوبانِ خدا کی خدمت میں پہنچتا ہے:

گیارہویں شریف، بارہویں شریف، چھٹی شریف، عرس مبارک اور ختموں کا نور کے طشتوں میں مقربانِ الٰہ اور محبوبانِ خدا کی خدمت میں پہنچنا ابن قیم کی زبانی (ملاحظہ ہو!):

کتاب الروح صفحہ ۱۳۳ میں ہے[۴]:

"قَالَ بَشَّارُ بْنُ غَالِبٍ: رَاَیْتُ رَابِعَةَ فِیْ مَنَامِیْ

وَ كُنْتُ كَثِيْرَ الدُّعَاءِ لَهَا. فَقَالَتْ لِيْ: يَا بَشَّارَ بْنَ غَالِبٍ! هٰذَا إِيَّاكَ تَأْتِيْنَا عَلٰى أَطْبَاقٍ مِّنْ نُوْرٍ مُخَمَّرَةٌ بِمَنَادِيْلِ الْحَرِيْرِ. قُلْتُ: وَكَيْفَ ذَالِكَ؟ قَالَتْ: هٰكَذَا دُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْأَحْيَاءِ، إِذَا دَعَوْا لِلْمَوْتٰى أُسْتُجِيْبَ لَهُمْ، وَجُعِلَ ذَالِكَ الدُّعَاءُ عَلَى الْأَطْبَاقِ النُّوْرِ وَخُمِّرَ بِمَنَادِيْلِ الْحَرِيْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الَّذِيْ دُعِيَ لَهُ مِنَ الْمَوْتٰى، فَقِيْلَ: هٰذِهٖ هَدِيَّةُ فُلَانٍ إِلَيْكَ. الخ" ۵۔

"سرکار بشار بن غالب فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار رابعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کو خواب میں دیکھا اور میں سرکار (رابعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا) کیلئے بکثرت دعائیں مانگتا تھا، سرکار رابعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا نے فرمایا: اے بشار بن غالب! تمہارے ہدیئے ہمارے پاس پہنچتے ہیں نور کے طشتوں میں اور ریشمی رومالوں سے ڈھانپے ہوئے ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا: حضور یہ کیسے؟ ارشاد فرمایا: زندے مسلمان جب اہل قبور کیلئے دعاء کرتے ہیں مولا کریم اس کو قبول فرما کر اس دعا کو نور کے طشتوں میں رکھا کر ریشمی رومالوں سے ڈھانپ کر پھر جس کیلئے وہ دعاء کی گئی اس کو پہنچا دیتا ہے اور (فرشتے) اس کو یوں کہتے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ آپ کے پاس لایا گیا ہے۔"

ابن قیم کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف بڑے درجے کی، بڑی شان اور فضیلت کی شیء ہے جو غلام سرکار غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ کی گیارہویں شریف دیتا ہے اس کا نام ملائکہء کرام (عَلَیْهِمُ السَّلَام) بارگاہِ غوثیت کبریٰ میں لیتے ہیں، یہ کس قدر بڑی خوش بختی اور سعادتِ عظمیٰ ہے کہ ایک گناہگار مسلمان گیارہویں شریف کا ختم دلوائے تو اس کا نام ملائکہ کرام (عَلَیْهِمُ السَّلَام) بارگاہِ غوثیت کبریٰ میں لیں۔ اگر ایک گنہگار امتی سرکار شہنشاہ کون ومکاں مالکِ زمین وآسمان عَلَیْهِ افضل الصلوۃ والسلام کا ختم شریف (بصورتِ میلاد شریف اور ہدیہ درود وسلام وغیرہ۔ از نقشبندی) دلوائے تو اس کا نام گنبد خضراء میں بارگاہِ رسالت میں ملائکہ کرام (عَلَیْهِمُ السَّلَام) لیں کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ فلاں امتی کا ہدیہ بارگاہ میں حاضر ہے۔

(قارئین کرام!) اب ذرا اہلِ سنت کے عمل میں جو یہ کام کرتے ہیں اس کی شان دیکھئے اور مانعین دیوبندیہ، وہابیہ کے انکار کی نحوست ان پر جو پڑتی ہے اور جن جن برکات، فیوضات، انعامات سے یہ لوگ بدنصیب محروم رہتے ہیں دیکھیے ذرا انصاف کیجیے!

گیارہویں شریف کرنا اولیاء اکابرین امت کا فعل مبارک ہے:

گیارہویں شریف کرنا اولیاء اکابرین امت کا فعل مبارک ہے، چنانچہ حضرت شیخ المحدثین، شیخ شیوخ علماء الہند، برکت المصطفیٰ فی دیار الہند، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) "ما ثبت بالسنۃ" کے صفحہ: ۱۷۳ پر فرماتے ہیں:

"قَدِ اشْتَهَرَ فِيْ دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمَ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ أَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ أَوْلَادِهٖ. الخ" ۶۔

"ہمارے ملک ہندوستان میں گیارہویں کا ختم دلوانا مشائخ طریقت اولیاء کرام کا فعل شریف ہے۔"

تو ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف بفضلہ تعالیٰ اولیاء کرام کی سنت ہے، "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ۷ پر عمل ہے۔

یہ تو ہے عمل اہلِ سنت کا، منعم علیہم گروہ اولیاء کرام کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کس گروہ کے عمل پر عامل ہیں ذرا انصاف کریں وہابیہ نجدیہ خارجیہ غیر مقلدین کے ہاں کچھوا کھانا حلال ہے، فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۵۵۷ میں ہے ۸:

سوال:

کچھوا کوا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟

الجواب:

قرآن وحدیث میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے "ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُمْ" جب تک شرع تم کو بندش نہ کرے تم سوال نہ کیا کرو، ان تینوں سے شرع شریف نے منع یا پابند نہیں کیا لہذا حلال ہیں۔ الخ۔

وہابیہ نجدیہ خارجیہ نے کچھوا تو حلال کر دیا مگر گیارہویں شریف، میلاد شریف، عرس مبارک سب کو حرام کہتے ہیں اور کہتے ہیں ان کا شرع میں ثبوت نہیں تو وہابی صاحبو! جس ثبوت سے تمہارا کچھوا حلال ہوگیا ہے اسی سے ہماری گیارہویں شریف، مجلسِ میلاد شریف وغیرہ سب حلال، جائز، مباح ہیں۔

جس طرح تم کہتے ہو کہ شرع نے کچھوا کو حرام نہیں کہا اور جس شیء کو شرع شریف حرام نہ کرے وہ حلال ہے تو ہم پوچھتے ہیں : گیارہویں شریف، مجلسِ میلاد شریف کو شرع شریف نے حرام کہاں فرمایا ہے جب شرع حرام نہیں فرماتی تو یہ حلال، جائز اور مباح ہیں تمہیں کچھوا مبارک ہو ہم اہلِ سنت کو گیارہویں شریف، میلاد مبارک اور عرس شریف مبارک ہو تمہارا نصیب تمہارے ساتھ ہمارا نصیب ہمارے ساتھ۔

دیوبندیہ وہابیہ خارجیہ کے ہاں کوا کھانا ثواب ہے دیکھو فتاویٰ رشیدیہ جلد: ۲ صفحہ ۱۳۵!۹

مسلمانو! ذرا انصاف کرو! جو فرقے کچھوے، کوے کے کھانے کو حلال اور ثواب جانتے ہیں وہی فرقے اور وہی مولوی سرکار غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی گیارہویں شریف کو حرام کہتے، بدعت وشرک بتاتے ہیں ان مولویوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیے۔

عدمِ فرصتی کی وجہ سے فقیر پوری تفصیل سے لکھ نہیں سکا مگر جو تحریر کر دیا گیا ایمان والے کیلئے اتنا ہی کافی ووافی ہے اور بے دین بدعتی گمراہ کیلئے دفتر بھی ناکافی ہے۔

"وَاللہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہُ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ وَصِدْقِ الْمَقَالِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰلُ"۔

حوالہ جات

۱: البخاری :الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب اذا قال ارضی او بستانی صدقة اللہ عن امی فھو جائز وان لم یبین لمن ذالک، رقم الحدیث:۲۷۵۶، صفحہ:۴۵۵، باب الاشھاد فی الوقف والصدقة رقم الحدیث:۲۷۶۲، صفحہ:۴۵۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

۲: ابن قیم :الروح، فصل :واما المسألة السادسة عشر :وھی :ھل تنتفع ارواح الموتی بشیء من سعی الاحیاء ام لا؟ صفحہ:۱۴۸ مطبوعہ المکتبة الحقانیة پشاور۔

۳: ابوداؤد :السنن، کتاب الوصایا، باب ماجاء فیمن مات عن غیر وصیة یتصدق عنہ، رقم الحدیث: ۲۸۸۲، صفحہ:۵۸۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ "النسائی" :السنن، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت رقم الحدیث:۳۶۸۵، صفحہ : ۷۱۶،۷۱۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ "الترمذی" :الجامع الصحیح، ابواب الزکوة، باب ماجاء فی الصدقة عن المیت رقم الحدیث :۶۶۹، صفحہ:۲۲۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ "احمد بن حنبل" :المسند، مسندِ اہل بیت، رقم الحدیث :۳۰۸۰، صفحہ:۲۳۸، رقم الحدیث :۳۵۰۸، صفحہ:۲۶۵ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ "الطبرانی" :المعجم الاوسط، من اسمہ موسیٰ رقم الحدیث:۸۲۰۹، جلد:۶، صفحہ:۱۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۴: ابن قیم :الروح، فصل :المسألة الرابعة عشرة، وھی قولہ :ھل عذاب القبر دائم او منقطع؟، صفحہ:۱۱۴، مطبوعہ المکتبة الحقانیة محلہ جنگی پشاور۔

۵: ابن رجب الحنبلی :احوال القبور واحوال اھلھا الی النشور، الباب العاشر فی ذکر ضیق القبور۔۔۔ صفحہ:۲۱۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔ "السیوطی" :شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور، باب :ما ینفع المیت فی قبرہ صفحہ:۲۹۸، مطبوعہ دار المعرفة بیروت لبنان۔ "الغزالی" :سکرات الموت اردو ترجمہ موت اور موت کے بعد، چھٹا باب، صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۶: عبد الحق دہلوی :مؤمن کے ماہ وسال اردو ترجمہ ماثبت بالسنة فی ایام السنة، صفحہ:۳۱۲، (عربی) صفحہ:۱۶۰، (ترجمہ) مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی۔

۷: ترجمہ "ہم کو سیدھا رستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا" (ترجمہ کنز الایمان، پارہ: ۱، سورة الفاتحة، آیت ۶، ۵)

۸: ثناء اللہ امرتسری :فتاویٰ ثنائیہ، جلد: ۲ صفحہ:۷۰، باب ہفتم، مسائلِ متفرقہ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور۔

۹: فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ :۱۳۰، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ "تألیفاتِ رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ" صفحہ :۴۸۹، مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور۔

۱۰: (مؤخوذ) یازدہم شریف، صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۶، مطبوعہ غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالمی دروازہ لاہور۔

ختم گیارھویں شریف اور اعتراضات کے جوابات

پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت غوث الاعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ:

سلطان الاولیاء، قطب الاقطاب، محی الدین، شیخ الکل، غوث اعظم، سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رمضان المبارک ۴۷۱ھ کو جیل کے علاقے میں پیدا ہوئے اور ۱۱ ربیع الاول ۵۶۰ھ کو بغداد شریف میں وصال فرما گئے۔ آپ کے والد گرامی امام الاتقیاء حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نواسہ رسول حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نسل سے ہیں۔ جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ امۃ الجبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سید الشہدا حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نسل سے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیدائشی ولی باکرامت ہیں، ماں کی گود میں تھے کہ رمضان المبارک کے دنوں میں ماں کا دودھ نہ پینے جیسی کرامات کا ظہور شروع ہوگیا۔

تعلیم وریاضت:

آپ نے ابتدائی تعلیم جیل کے علاقے میں حاصل کی۔ ۱۸،۱۷ سال کی عمر میں مرکز علم وعرفان بغداد شریف تشریف لے گئے اور ۲۵ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوگئے۔ اس کے بعد مسلسل پچیس سال مزید جنگلات اور غاروں میں مشکل ترین چلوں اور روحانی ریاضتوں میں مشغول رہے اور ہر طرح کے روحانی و باطنی کمالات کی تکمیل فرمائی۔

وعظ وتبلیغ واصلاح وارشاد:

۵۲۱ھ کا واقعہ ہے کہ زیارت نبوی اور زیارت حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مشرف ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے سات بار اور حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چھ بار لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا حکم فرمایا اور مرکز ولایت حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا جبہ عطا فرما کر پہننے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ اس کے بعد آپ نے درس وتدریس وعظ ونصیحت اور اصلاح وارشاد کا کام شروع کر دیا، عظیم الشان مدرسہ اور لنگر خانہ قائم کیا، بڑی بڑی مجالس (جن میں ستر ستر ہزار خواص وعوام کا اجتماع ہوتا تھا) قائم کیں، اور سلوک کے طلبہ کیلئے شاندار روحانی تربیت کا سلسلہ شروع کیا، اولیاء کاملین علماء ربانیین مفتیان شرع اور قراء قرآن کی کثیر تعداد تیار کی جس کے نتیجے میں نہ صرف عراق بلکہ دنیا بھر میں آپ کے فیض یافتگان پھیل گئے اور دین اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور آپ محی الدین (دین کو زندہ کرنے والے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

کرامات:

قرآن مجید اور صحیح احادیث میں کرامات اولیاء کا ثبوت موجود ہے۔ سیرت نگاروں نے (جن میں بڑے بڑے محدث فقیہ اور اولیاء کاملین شامل ہیں) نے لکھا ہے کہ پہلی اور پچھلی امتوں میں کسی ولی اللہ سے اس قدر کرامات کا ظہور نہیں ہوا جس قدر کثرت اور تواتر کے ساتھ حضرت غوث الاعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا۔

شیخ ابن تیمیہ (تمام وہابی فرقوں کے مسلمہ پیشوا و امام) نے اپنی کتاب "التقصار" میں لکھا ہے:

"شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کرامات ان گنت ہیں اور متواتر روایات سے ثابت ہیں۔"

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی کوئی نشست کرامات سے خالی نہیں ہوتی تھی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "التذکیر" حصہ سوم میں حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کرامت کہ آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میرے حکم سے کھڑی ہو جا تو مرغی زندہ ہوگئی کا ذکر کیا ہے۔

آپ خود قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں:

بِلَادُ اللہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَالِیْ
نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ الْاِتِّصَالِ

"اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات میرے زیر فرمان ہے اور میرا وقت مجھ سے پہلے میرے لیے صاف تھا میں نے اللہ کی ساری کائنات کو ایک ہی وقت میں رائی کے دانہ کی مثل دیکھا۔"

تمام سلاسل روحانیہ کے مشائخ آپسے فیض یاب ہوئے:

سند المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "اخبار الاخیار" میں فرماتے ہیں:

غوث اعظم دلیل راہِ یقین
بہ یقین رہبر اکابر دین
اوست در جملہ اولیاء ممتاز
چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز

مولانا جامی نے "نفحات الانس" صفحہ: ۵۳۷ میں لکھا ہے کہ:

"جب شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (مورث اعلیٰ سلسلہ سہروردیہ) کو انکے چچا شیخ عبد القاہر سہروردی نے بارگاہ غوثیہ میں پیش کیا اور حضرت غوث الاعظم نے ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، فرماتے ہیں اسی وقت اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں علوم لدنیہ بھر دیئے اور میں علم و حکمت کی باتیں کہنے لگا اور مجھے فرمایا تم کو آخر میں عراق میں بڑی شہرت حاصل ہوگی۔"

اسی طرح سلسلہ چشتیہ کے مورث اعلیٰ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بارگاہ غوثیہ میں حاضر ہو کر انواع و اقسام کے فیوض و برکات حاصل کئے اور عراق میں کام کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"میں نے عراق شیخ شہاب الدین سہروردی کو دے دیا ہے، آپ ہندوستان میں دین اسلام کا کام کریں۔"(۱)

چنانچہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے ہندوستان میں لاکھوں غیر مسلموں کو دولت اسلام سے سرفراز فرما کر ہندوستان میں اسلام کی زبردست اشاعت فرمائی۔

کتب معتبرہ میں ہے کہ جب حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بغداد کے محلہ حلبہ میں وعظ کرتے ہوئے حالت کشف میں فرمایا:

"قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ۔"

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"

تو خواجہ معین الدین چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (جو کہ اس وقت خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے) نے اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین سے چھونے لگی اور عرض کی:

"قَدَمَاکَ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ۔"

"(اے غوث اعظم!) آپکے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہیں۔"

اسی وقت بغداد شریف میں حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"غیاث الدین کے بیٹے نے گردن جھکانے میں سبقت کی

۱: "تفریح الخاطر اربلی"۔

ہے لہٰذا وہ جلد ہندوستان کی ولایت سے سرفراز کئے جائیں گے۔" (۲)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں ایک منقبت میں فرماتے ہیں:

چُوں پَائے نَبِیْ شُدْ تَاجِ سَرَتْ تَاجِ ہَمہ عَالَمْ شُدْ قَدَمَتْ
اَقْطَابِ جَہَاں دَرْ پَیْشِ دَرَتْ اُفْتَادَہْ چُوں پَیْشِ شَاہ گدا

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شمس الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"فرمان غوث اعظم "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ" اللہ تعالیٰ کے امر سے تھا۔" (۳)

شیخ عبد اللہ بلخی نے "خَوَارِقُ الْاَحْبَابِ فِیْ مَعْرِفَۃِ الْاَقْطَابِ" میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مجلس میں فرمایا:

"۱۵۷ سال بعد بخارا میں ایک محمدی المشرب شخص محمد بہاؤ الدین نقشبندی نامی پیدا ہوگا جو ہم سے ایک خاص نعمت پائے گا۔"

چنانچہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جب میدان سلوک میں قدم رکھا اور حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے اشارے پر حضرت غوث الاعظم کی طرف متوجہ ہو کر "الغیاث الغیاث یا محبوب سبحانی" پکارتے ہوئے سو گئے تو خواب میں زیارت غوثیہ اور فیوض و برکات سے مشرف ہوئے۔

"تفریح الخاطر اربلی" اور دیگر کتب معتبرہ میں ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے فرمان غوثیہ "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ" کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے بلا توقف فرمایا:

"آپکا قدم میری آنکھ اور دل پر ہے۔"

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مندرجہ ذیل اشعار آج بھی غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مزار شریف پر لگے ہوئے ہیں:

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبد القادر است
آفتاب و مہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است (۴)

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرتاج امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نے قطبیت کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدی کے ظہور تک حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مختص کیا ہے۔ حضرت مجدد اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسط شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر اورا میسر نہ شد ازیں جاست کہ فرمود:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ (۵)

"اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول تمام قطبوں اور نجیبوں کو آپکے وسیلے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکزی مقام آپکے سوا کسی کو حاصل نہیں اسی وجہ سے آپ نے فرمایا: اگلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارا سورج بلندی کے آفاق پر ہمیشہ چمکتا رہیگا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔"

علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں کہتے ہیں:

خداوندا بحق شاہ جیلاں
محی الدین و غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے
و لیکن آں کہ زو پید است حالے

۲: "مہر منیر" اور دیگر کتب۔
۳: "انوار شمسیہ" صفحہ: ۷، ۹۔
۴: "بہجۃ الاسرار"، "قلائد الجواہر"۔
۵: "مکتوبات امام ربانی" جلد سوم۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام سلاسل روحانیہ کے مشائخ بلا واسطہ یا بالواسطہ حضرت غوث الاعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے ہیں اور پوری دنیا حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فیض و برکت سے مستنیر ہے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کیا خوب فرمایا:

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا

ختم گیارہویں شریف:

ختم گیارہویں شریف ایک کثیر الفوائد تربیتی نظام ہے جو تلاوت قرآن مجید، نعت خوانی، وعظ و نصیحت، تبلیغ دین، ذکر و فکر و مراقبہ، تزکیہ نفس، خواص و عوام کیلئے لنگر عام، صالحین سے ملاقات، ایصال ثواب صلوٰۃ و سلام اور دعاؤں جیسے امور خیر پر مشتمل ہے۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ارشاد ہے کہ حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بذات خود ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ اس تقریب کو منعقد فرماتے۔

نیز فرماتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک حضرت غوث الاعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ تقریب حضور نبی پاک ﷺ کے عرس کی غرض سے ہوتی تھی۔(۶)

بعد از اں ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۰ھ کو حضور غوث الاعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال ہوا تو آپکے سجادہ نشینوں نے ۱۱ تاریخ ختم شریف کا سلسلہ جاری رکھا۔

چنانچہ سند المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "ملفوظات عزیزی" صفحہ ۶۲: میں فرماتے ہیں:

"حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم کی مدح میں قصائد و منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اسکے بعد طعام شیرینی جو تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔"

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ" میں ختم گیارہویں شریف پر کلام فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ ان کے استاد اور پیر و مرشد امام عبد الوہاب متقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور انکے مشائخ عظام بھی گیارہویں تاریخ کو ختم دلاتے تھے۔ نیز لکھا ہے کہ ہمارے ملک (ہندوستان میں) حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اولاد اور مشائخ عظام میں گیارہویں تاریخ متعارف ہے۔

شیخ المشائخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا مشاہدہ:

سند المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "کلمات طیبات" فارسی صفحہ: ۷۸ میں فرماتے ہیں:

"مکتوبات حضرت مرزا مظہر جان جاناں رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ میں ہے کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا ہے جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دو زانو اور حضرت جنید تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں، پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ تشریف لائے آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش، سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علی نے انکے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟

تو جواب ملا کہ:

۶: "انتخاب مناقب سلیمانی" صفحہ: ۱۳۰۔

"یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔"

پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام با کمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا:

"آج حضرت غوث الثقلین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے عرس پاک کی تقریب پر تشریف لے گئے ہیں۔"

ختم گیارہویں کے خلاف اعتراضات:

۱: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔"

"یعنی نہیں ہے انسان کیلئے مگر جو اسنے کوشش کی۔"

لہٰذا اس آیت کی رو سے کسی مسلمان کی دعا یا کسی مسلمان کے عمل سے دوسرے مسلمان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

۲: ختم گیارہویں کی مروجہ صورت عہد نبوی اور عہد صحابہ میں نہ تھی، لہٰذا یہ بدعت وگمراہی اور دین میں اضافہ ہے

۳: گیارہویں کی تاریخ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے مقرر نہیں کی۔ لہٰذا یہ بھی بدعت اور دین میں اضافہ ہے۔

۴: ختم گیارہویں میں "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأً للہ" اور "امداد کن امداد کن" جیسے کلمات شرکیہ ہیں۔ کیونکہ مردوں سے امداد مانگنا یا کسی کو غائبانہ پکارنا شرک ہے۔

۵: غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز شرک ہے۔ جب کہ کہا جاتا ہے یہ غوث اعظم کی نیاز ہے۔

۶: "وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ" یعنی اور (حرام کیا اس چیز کو) جس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ لہٰذا گیارہویں پر غوث اعظم کا نام پکارنے کی وجہ سے یہ حرام ہے۔

۷: غوث اعظم کا معنیٰ ہے سب سے بڑا فریاد رس۔ یہ کلمہ شرکیہ ہے کیونکہ سب سے بڑا فریاد رس اللہ تعالیٰ ہے۔

پہلا اعتراض:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔"(۷)

"اور یہ کہ نہیں ہے انسان کیلئے مگر جو اس نے کوشش کی۔"

لہٰذا معتزلہ فرقہ اور اس زمانہ میں ان کے پیروکاروں کا اعتراض ہے کہ اس آیت کی رو سے انسان کو صرف اپنی کوشش اور عمل سے فائدہ پہنچتا ہے دوسروں کی دعاؤں یا ایصال ثواب (اپنی نیکی کا دوسروں کو ثواب پہنچانا) سے فائدہ نہیں پہنچتا۔

جواب:

اس آیت کا یہ مفہوم لینا غلط ہے کیونکہ اس سے بہت سی آیات اور احادیث کی مخالفت ونفی لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ۔"(۸)

"اور جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے۔"

قرآن مجید میں ہے:

"رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ۔"(۹)

"اے میرے رب میری، میرے والدین اور مومنین کی بخشش فرمانا جس دن حساب قائم ہو۔"

یہ دعاء سیدنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی ہے اور نماز میں سب مسلمان یہ دعاء کرتے ہیں۔ اس سے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کیلئے دعاء کرنا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

۷: "قرآن مجید" سورہ نجم، پارہ نمبر: ۲۶، آیت نمبر: ۳۹۔

۸: "قرآن مجید" سورہ حشر، پارہ نمبر: ۲۸، آیت نمبر: ۱۰۔

۹: "قرآن مجید" سورہ ابراھیم، پارہ نمبر: ۱۳، آیت نمبر: ۴۱۔

حدیث مبارک میں ہے:

"مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيهِ."

"نہیں ہے کوئی (مسلمان) شخص جس کی نماز جنازہ میں چالیس شخص کھڑے ہوجائیں جو مشرک نہ ہوں مگر اللہ تعالیٰ اس میت کے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔"(۱۰)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا تَلْحَقُهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ."

"نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قبر میں میت ایسے ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا اور اپنی مدد کیلئے فریاد کرنے والا، میت دعا کا انتظار کرتی ہے جو اسے باپ، ماں، دوست اور بھائی کی طرف سے پہنچتی ہے۔ پس جب دعا میت کو پہنچتی ہے تو وہ اس کیلئے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر والوں پر پہاڑوں کی مثل رحمت داخل فرماتا ہے اور بے شک زندوں کا مردوں کیلئے تحفہ ان کیلئے دعاءِ مغفرت ہے۔" (۱۱)

ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يُتْبَعُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ فَيَقُولُ أَنَّى لِي هَذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ."

"قیامت کے دن ایک آدمی کے پیچھے پہاڑوں کی مثل نیکیاں چلیں گی تو وہ کہے گا یہ نیکیاں کہاں سے ہیں؟ تو کہا جائیگا تیرے لئے تیری اولاد کی دعاء مغفرت کی وجہ سے۔"(۱۲)

ان احادیث مبارک سے بھی دعاء کی افادیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص عاص ابن وائل (جو کہ کافر تھا) نے ۱۰۰ غلاموں کو آزاد کرنے کی وصیت کی، اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کئے تو اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھتا ہوں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میرے باپ نے سو غلاموں کو آزاد کرنے کی وصیت کی تھی میرے بھائی ہشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور پچاس باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے آزاد کردوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذَالِكَ."(۱۳)

"بیشک وہ اگر مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ضرور یہ ثواب اسے پہنچ جاتا۔"

ایک حدیث مبارک میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھے کی قربانی کی اور فرمایا:

"هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي."(۱۴)

"یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں سے ہر اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں دی۔"

۱۰: "صحیح مسلم" کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ اربعون شفعوا فیہ، حدیث نمبر: ۱۵۷۷، وغیرہ۔

۱۱: "مشکوٰۃ المصابیح" باب الاستغفار والتوبۃ، الفصل الثالث، صفحہ: ۲۰۶۔ و"شعب الایمان" للبیہقی۔

۱۲: "رواہ البخاری فی الادب المفرد" صفحہ نمبر: ۹۔ و "مشکوٰۃ المصابیح"۔

۱۳: "سنن ابو داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی وصیۃ الحربی الخ، حدیث: ۲۴۹۷۔ و "مشکوٰۃ المصابیح"۔

۱۴: "سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، عن رسول اللہ، باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ الخ، حدیث نمبر: ۱۴۲۵۔

ایک اور حدیث مبارک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم مردوں کیلئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی طرف سے صدقات اور حج کرتے ہیں کیا یہ چیزیں مردوں کو پہنچتی ہیں تو فرمایا:

"اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَّةِ۔"

"بیشک یہ انہیں پہنچتی ہیں اور اس سے وہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک ہدیہ سے خوش ہوتا ہے۔" (۱۵)

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے میت کو ثواب پہنچنے کے بارے میں اٹل فیصلہ فرمادیا۔ نیز فرمایا کہ قبر والے دعاؤں صدقات اور حج کا ثواب پہنچانے سے خوش ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اہل سنت ختم گیارہویں اور دیگر ختموں میں حضور نبی اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ لہٰذا اس حدیث نبوی کے مطابق ختم دلانے سے نبی اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے ختم دلانے والوں پر خوش ہوجاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

"عَنِ الشَّعْبِيِّ كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ۔" (۱۶)

"امام شعبی فرماتے ہیں: انصار مدینہ جب ان کا کوئی وفات پاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔"

اسی مقام پر مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد کہتے ہیں ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ سے اکٹھے ہو کر اپنے مردوں کیلئے قرآن خوانی کرتے ہیں اور کبھی کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، تو یہ اجماع امت ہوا۔"

مسلمانوں کیلئے دعاءِ مغفرت اور ایصال ثواب (اپنی نیکی کا دوسروں کو ثواب پہنچانا) اس پر بے شمار دلائل ہیں اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کیا ہے اور یقیناً ایک حق کے متلاشی کے لئے یہ دلائل ناکافی نہیں ہیں۔

اسی طرح ورثاء کا میت کی طرف سے حج بدل کرنا یا اس کے قرضے اتارنا اس جیسی اور بہت سی صورتیں ہیں کہ ایک مسلمان کے عمل سے مسلمان اموات کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لہٰذا صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا (تفسیر بغوی) اور کئی مفسرین نے کہا ہے اس آیت میں سعی سے مراد ایمان ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ انسان صرف اپنے ایمان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یعنی اگر کافر ہے تو دوسرے کے ایمان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح آیات کا ظاہری تعارض ختم کرنے کیلئے مفسرین نے اور تاویلیں بھی کی ہیں۔

دوسرا اعتراض:

ختم گیارہویں کی مروجہ صورت عہد نبوی و عہد صحابہ میں نہ تھی لہٰذا یہ بدعت وگمراہی اور دین میں اضافہ ہے۔

الزامی جواب:

کتنے ہی دینی کام ہیں جن کی مروجہ صورت عہد نبوی و عہد صحابہ میں موجود نہیں تھی مخالفین ان کو بدعت وگمراہی اور دین میں اضافہ قرار کیوں نہیں دیتے مثلاً قرآن کے مختلف زبانوں میں ترجمے، قرآن مجید کے حاشیے اور تفاسیر کی کتب، بخاری و مسلم سمیت حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کی موجودہ ترتیب و صورت، مدارس دینیہ میں مروج مختلف نصاب اور تمام دینی کتابیں، تبلیغ دین کے مروجہ جدید طریقے اور جلسے و کانفرنسیں، مساجد کے نئے نئے نقشے و ڈیزائن جو کہ عہد نبوی و عہد صحابہ کی مسجد نبوی سے قطعاً مختلف ہیں، مخالفین کے مدرسوں میں ختم بخاری، جہاد کے جدید ہتھیار، مسجدوں کے مینار، نماز باجماعت کے مقررہ اوقات۔ تلک عشرۃ کاملہ

اگر یہ سب کام عہد نبوی و عہد صحابہ میں اپنی موجودہ صورت کے ساتھ موجود نہ ہونے کے باوجود صرف اس لئے جائز اور دینی کام

۱۵: "مسند احمد"۔ و "الاکمال" لابن ماکول، جز نمبر: ۲ صفحہ نمبر ۳۱۳، دار الجبل بیروت۔
۱۶: "تفسیر مظہری" و "شرح الصدور" للسیوطی۔

ہیں کہ ان کے اندر دینی فائدہ ہے تو ختم گیارہویں اور ذکر میلاد کے اندر بھی دینی فائدہ ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مخالفین ان کاموں کو بدعت قرار دینے میں بہت خیانت سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ یہ کام بدعت سیئہ کے زمرے میں نہیں آتے ہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میلاد میں شان مصطفی بیان کی جاتی ہے اور ختم گیارہویں شریف میں شان اولیاء بیان کی جاتی ہے اور مخالفین کے دل شان مصطفی وشان اولیاء کے بغض وعناد سے بھرے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے!!!

تحقیقی جواب:

بدعت کا معنیٰ ایجاد ہے۔

اور شارع مسلم امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں شرعاً بدعت سے مراد دین میں وہ نئی چیز ہے جو نبی اکرم ﷺ کے ظاہری زمانے میں نہیں تھی۔ (۱۷)

ارشاد نبوی ہے:

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔"

"جو ہمارے اس دین میں ایسی چیز پیدا کرے جو اس دین میں سے نہ ہو (یعنی دین میں اس پر کوئی دلیل نہ ہو بلکہ وہ نئی چیز دین کی مخالف یا دین کو بدل دینے والی ہو) تو وہ مردود ہے۔ (۱۸)

اس حدیث مبارک میں نبی اکرم ﷺ نے دین میں ہر نئی چیز کو مردود قرار نہیں دیا۔ (اگر آپ ایسا فرما دیتے تو آج مساجد و مدارس اور دین کی تعلیم و تبلیغ کا سارا نظام بدعت سیئہ و مردود قرار پاتا) بلکہ ایسی نئی چیزوں کو مردود قرار دیا جن پر شرع شریف میں کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس حدیث کی بنیاد پر محدثین اور فقہا نے بدعت (دین میں نئی بات) کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

۱: بدعت حسنہ ۲: بدعت سیئہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں میں زندہ نہیں ہیں اور نزول مسیح سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں ایک شخص مثل عیسیٰ پیدا ہوگا اور وہ مرزا قادیانی ہے یہ عقیدہ دین میں نئی چیز ہے اور اس کی کوئی دلیل شرع میں نہیں ہے بلکہ شرع کے مخالف ہے لہٰذا یہ عقیدہ بدعت سیئہ ہے۔ اسی طرح مخالفین اہل سنت کا عقیدہ کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال لانا گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے کہیں برا ہے (صراط مستقیم اسمٰعیل دہلوی) اور اس قسم کے دیگر گستاخانہ عقائد بدعت سیئہ ہیں۔ جبکہ قرآن کے ترجمے، دینی کتابیں، تعلیم اور تبلیغ کے جدید طریقے، میلاد اور ختم گیارہویں شریف کے روح پرور دینی کاموں جیسے نئے نئے طریقے بدعت حسنہ ہیں۔

بدعت حسنہ کے جواز واستحباب کا واضح اشارہ اس حدیث میں بھی ہے:

"مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔" (۱۹)

"جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والے کے ثواب کی مثل بھی۔"

بلکہ فقہا اسلام نے فرمایا:

"بعض بدعات حسنہ واجب کا درجہ رکھتی ہیں جیسا کہ فہم قرآن کیلئے علم نحو پڑھنا۔"

نیز حدیث پاک کل بدعۃ ضلالۃ ترجمہ ہر بدعت گمراہی ہے اس حدیث کے تحت محدثین نے لکھا ہے کہ یہاں بدعت سیئہ مراد ہے یعنی ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے۔

تیسرا اعتراض:

یہ ہے کہ ختم گیارہویں کی تاریخ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر نہیں کی لہٰذا یہ بھی بدعت اور دین میں اضافہ ہے۔

الزامی جواب:

یہ ہے کہ مخالفین بھی کانفرنسوں، تبلیغی اجتماعات، تعلیم و تعلم،

۱۷: "مرقاۃ شرح مشکوۃ"۔

۱۸: "صحیح مسلم" کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ، ورد محدثات الامور، حدیث: ۳۲۴۲۔

۱۹: "صحیح مسلم" کتاب الزکوۃ، باب الحث علی الصدقۃ الخ، حدیث: ۱۶۹۱۔

نکاح شادی اور کئی اور خالص دینی کاموں کیلئے تاریخ اور وقت مقرر کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ایسے کاموں کیلئے کوئی نظام الاوقات مقرر نہیں ہوتا۔ تو وہ اسے بدعت اور دین میں اضافہ قرار کیوں نہیں دیتے؟ تو جس طرح بے شمار دیگر کاموں میں وقت اور تاریخ مقرر کرنا جائز ہے اسی طرح گیارہویں شریف اور دیگر ختموں میں بھی جائز ہے!!!

تحقیقی جواب:

یہ ہے کہ اگر شرع شریف نے کسی کام (مثلاً روزہ رمضان حج میں وقوف عرفات) کی تاریخ یا وقت مقرر کر دیا ہے تو اس شرعی تاریخ یا وقت کو تبدیل کرنا بدعت اور دین میں تبدیلی ہے اور اگر شرع شریف نے ایک کام کا وقت مقرر نہیں کیا جیسے قرآن خوانی، تعلیم و تعلیم، نفلی عبادات، نکاح، ذکر میلاد، ایصال ثواب، دعاء، ادائیگی زکوٰۃ اور دیگر بے شمار دینی کام تو بندوں کیلئے ایسے دینی کاموں کیلئے وقت، تاریخ مقرر کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعرات کا دن وعظ کیلئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اجماع صحابہ قائم ہو گیا کہ اچھے کاموں کیلئے تاریخ مقرر کرنا شرعاً جائز ہے۔

چوتھا اعتراض:

چوتھا سوال یہ ہے کہ ختم گیارہویں میں "یا شیخ عبدالقادر جیلانی ۔۔۔" اور "امداد کن امداد کن ۔۔۔" جیسے کلمات شرکیہ ہیں۔ کیونکہ مردوں سے امداد مانگنا یا کسی کو غائبانہ پکارنا شرک ہے۔

جواب:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو دور و نزدیک سے سننے دیکھنے اور تصرف کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ۔"(۲۰)

"ایک شخص (آصف بن برخیا) جس کے پاس کتاب کا علم تھا، نے کہا میں وہ تخت (یعنی بلقیس کا تخت صنعاء یمن سے ملک شام میں) آپ کے پاس آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاتا ہوں۔"

بخاری شریف میں ہے:

"مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ لَوْ سَئَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَوِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ۔"(۲۱)

"میرا بندہ نفل عبادات کے ذریعے قرب کے مدارج طے کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو میں اسے اپنی پناہ عطا فرماتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں نہاوند کے علاقے میں لڑ رہا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ جمعۃ المبارک کے دوران فرمایا:

"یَاسَارِیَةَ الْجَبَل۔"

"اے ساریہ! پہاڑ (یعنی پہاڑ کی پناہ لے لو)۔"

چنانچہ حضرت عمر فاروق کی آواز نہاوند میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی۔(۲۲)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو ایسی روحانی طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ خدائی صفات کا مظہر بن جاتے ہیں لہٰذا وہ دور و نزدیک سے دیکھ سکتے ہیں، سن سکتے ہیں، تصرف کر سکتے

۲۰: "قرآن مجید" پارہ نمبر: ۱۹، سورہ نمل، آیت نمبر: ۴۰۔

۲۱: "صحیح بخاری" کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث نمبر: ۲۰۲۱، ترقیم الاحادیث: العلمیہ۔

۲۲: "دلائل النبوۃ بیہقی" و "الاصابہ" احمد بن علی بن حجر عسقلانی، جز: ۳، صفحہ: ۲، دار الجبل بیروت۔

ہیں، یقیناً حضرت غوث الاعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو کہ امت مصطفی کے مرکزی ولی اور غوث اعظم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار کرامات سے نوازا اور اعلیٰ روحانی طاقت عطا فرمائی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ الْاِتِّصَالِ

"میں نے اللہ کے تمام شہروں کو بیک وقت اس طرح دیکھا جیسے رائی کا دانہ۔"(۲۳)

نیز یاد رہے کہ موت کے بعد سننے دیکھنے کی طاقت دنیا کی نسبت زیادہ ہو جاتی ہے۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"بے شک میت (دفن کر کے جانے والوں کے) جوتوں کی آواز سنتی ہے۔"(۲۴)

ظاہر ہے کہ ایک زندہ آدمی کے اوپر اتنی مٹی ڈال دی جائے تو وہ نہ باہر سے دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے۔اسی طرح اہل قبور کا سلام کی آواز سننا اور جواب دینا بھی احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ اپنے بندے کو جو مقام محبوبیت اور جو روحانی تصرفات کی طاقت دنیا میں عطا فرماتا ہے موت کے بعد اسے سلب نہیں فرماتا بلکہ اس میں اور اضافہ فرماتا ہے۔مخالفین کی مسلمہ شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"ولہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند۔"(۲۵)

"اسی لئے وہ (اولیاء کرام) فرماتے ہیں کہ آپ (حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اپنی قبر میں زندوں کی مثل تصرف کرتے ہیں۔"

لہٰذا چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام سے "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأللہ" کا وظیفہ ثابت ہے اور دیوبندیوں/ وہابیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأللہ" صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔(۲۶)

پانچواں اعتراض:

غیر اللہ کی نذر و نیاز شرک ہے جب کہ کہا جاتا ہے یہ غوث اعظم کی نیاز ہے۔

جواب:

شرع شریف میں نذر یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی مقصودی عبادت کو جو اس پر فرض نہ ہو اپنے آپ پر لازم کرے۔اس معنیٰ میں نذر کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے لیکن عرف عام میں نذر کا معنیٰ تحفہ اور ہدیہ ہوتا ہے جیسے شعراء کہتے ہیں: یہ منقبت یا یہ شعر فلاں شخصیت کو نذر کیا جاتا ہے۔تو کبھی کسی نے اسے شرک قرار نہیں دیا اسی طرح جب نذر و نیاز کا لفظ اولیاء کرام کی طرف منسوب ہوتا ہے تو عرف عام میں اس سے مراد عبادت کے ثواب کا وہ تحفہ و ہدیہ ہوتا ہے جو بزرگوں کی ارواح کو پہنچایا جاتا ہے۔اور پہلے سوال کے جواب میں ہم دلائل شرعیہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ مسلمان اپنی ہر قسم کی عبادات (بدنی، مالی اور مرکب) کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ مخالفین کے مسلمہ بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"لاکن حقیقت این نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون واز روئے حدیث صحیحہ است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ام سعد و غیرہ الخ۔"(۲۷)

۲۳:"قصیدہ غوثیہ"۔
۲۴:"صحیح بخاری" کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، حدیث نمبر:۱۲۵۲۔
۲۵:"ہمعات ہمعہ":۱۱۔
۲۶:"امداد الفتاوی" جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر:۹۴۔
۲۷:"فتاوی عزیزیہ" جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر:۱۲۱۔

”لیکن اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے یا مال خرچ کرنے کا ثواب کسی میت کی روح کو ہدیہ کر دینا جو کہ مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ کے بارے میں حدیث کی دو صحیح کتابوں میں روایت وارد ہوئی ہے۔“

چھٹا اعتراض:

”وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔“(۲۸)

”یعنی اللہ نے حرام کیا اس چیز کو جس پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے۔“

لہٰذا گیارہویں غوث اعظم حرام ہے کیوں کہ اس پر غیر خدا شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام پکارا جاتا ہے

الزامی جواب:

اگر کسی چیز پر غیر خدا کا نام پکارنے سے وہ شئی حرام ہو جاتی ہے تو تمام مسجدیں اور مدرسے (جیسے فیصل مسجد، مسجد اہل حدیث، جامعہ اشرفیہ وغیرہا) کو بھی حرام ہو جانا چاہئے اور اسی طرح عورتوں پر مردوں کا نام بولا جاتا ہے کہ یہ عورت فلاں کی بیوی ہے اسی طرح گھروں، زمینوں، پلاٹوں، گاڑیوں حتیٰ کہ قربانی وعقیقہ کے جانوروں پر غیر خدا کا نام بولا جاتا ہے لہٰذا ان تمام اشیاء کو حرام ہو جانا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا ایصال ثواب کی چیزوں پر حضرت غوث اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور دیگر بزرگان دین کا نام پکارنا بھی جائز ہے۔

تحقیقی جواب:

ایصال ثواب کی چیزوں پر بزرگوں کا نام پکارنا سنت صحابہ سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا:

”يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ۔“

”اے اللہ کے رسول! بیشک ام سعد فوت ہوگئی ہیں کونسا صدقہ بہتر ہے؟ فرمایا: پانی۔ تو انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا: یہ سعد کی ماں کا ہے۔“(۲۹)

یہ کنواں اللہ کے نام کا صدقہ تھا تو صحابی رسول نے اپنی ماں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اپنی ماں کی طرف منسوب کیا بلکہ اس کنویں کا نام ”بئرام سعد“ پڑ گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام میں سے کسی شخصیت نے اسے ناجائز قرار نہیں دیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ صدقہ و عبادت کی چیزوں پر مجازی طور پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا نام پکارنا جائز ہے

معترض نے ”وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ“ کا جو ترجمہ کیا ہے یہ ترجمہ وہابی علماء کا خود ساختہ اور غلط ترجمہ ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ وہ ہے جو جمہور مفسرین نے کیا ہے۔ امام المفسرین صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

مَا ذُبِحَ لِاِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ عَمَدًا لِلْاَصْنَامِ۔“(۳۰)

”اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس جانور کو جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر یعنی بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔“

وہابیوں کی مسلمہ شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے ترجمہ قرآن ”فتح الرحمن“ میں یہی ترجمہ کیا ہے۔

الحمدللہ روئے زمین کے مسلمان جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے نام (باسم اللہ اکبر) کے ساتھ ذبح کرتے ہیں۔ کبھی کسی نے نبی یا ولی کے نام پر جانور کو ذبح نہیں کیا۔

ساتواں سوال:

غوث اعظم کا معنیٰ ہے سب سے بڑا فریاد رس۔ یہ کلمہ شرکیہ ہے کیوں کہ سب سے بڑا فریاد رس اللہ تعالیٰ ہے۔

الزامی جواب:

یہ ہے کہ قائد اعظم کا معنیٰ ہے سب سے بڑا راہنما، وزیر اعظم کا

۲۸: ”قرآن مجید“ پارہ نمبر: ۲، سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۷۳۔

۲۹: ”سنن ابو داؤد“ کتاب الزکوٰۃ، باب فی فضل سقی الماء، حدیث نمبر: ۱۴۳۱، ترقیم العلمیہ۔

۳۰: ”تفسیر ابن عباس“ سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۷۳۔

معنیٰ ہے سب سے بڑا مددگار یا سب سے بڑا ذمہ دار، فاروق اعظم کا معنیٰ ہے سب سے بڑا حق و باطل میں فرق کرنے والا اور صدیق اکبر کا معنیٰ ہے سب سے بڑا سچا۔لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ان سب کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہئے لیکن عرف میں ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کرتے بلکہ قائد اعظم، بانی پاکستان محمد علی جناح کو کہا جاتا ہے۔وزیر اعظم کسی ملک کے انتظامی سربراہ کو کہا جاتا ہے۔ فاروق اعظم صحابی رسول حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہا جاتا ہے۔اور صدیق اکبر صحابی رسول حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہا جاتا ہے۔تو جس طرح یہ الفاظ مخصوص معنیٰ کے اعتبار سے بندوں کیلئے جائز ہیں اور آج تک کبھی کسی نے ان کو شرکیہ قرار نہیں دیا اسی طرح غوث اعظم کا مخصوص معنیٰ کے اعتبار سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر اطلاق جائز ہے۔

تحقیقی جواب:

غوث کا معنیٰ ہے: فریاد رس یا مددگار یا فریاد کرنے والا۔ حقیقی فریاد رس اور مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے بندے بھی فریاد رس اور مددگار ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔" (۳۱)

"تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ جو ایمان ہوئے۔"

اس آیت مبارک میں ایمان والوں کو بھی مددگار قرار دیا گیا ہے۔صوفیاء کی اصطلاح میں غوث اللہ کے نیک بندوں کے ایک مرتبہ کا نام ہے اور غوث اس ولی اللہ کو کہا جاتا ہے جو اپنے زمانے میں ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو اور اولیاء کرام اس سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوں۔بخاری شریف میں ہے "ولو سئلنی لاعطینہ" اگر وہ (ولی اللہ) مجھ سے مانگے تو ضرور میں اسے عطا کرتا ہے۔(۳۲)

اس حدیث کے مطابق ولی اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگنے والا اور فریاد کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا رب اسے اپنے خزانوں میں سے عطا کرنے والا ہوتا ہے اور آیت بالا سے ثابت ہے کہ بندگانِ خدا مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔لہٰذا غوث کے دونوں معنیٰ فریاد کرنے والا اور فریاد رس اور امداد کرنے والا "ولی اللہ" کے اندر شرعاً ثابت ہوئے۔

صوفیاء اسلام نے قطب الاقطاب محی الدین والسنہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اس امت کے اولیاء کا سلطان اور غوث اعظم قرار دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علیٰ حیران ز جلالت ارض وسما (۳۳)

لہٰذا واضح ہو گیا کہ غوث اعظم اللہ کے محبوب بندوں کے ایک مرتبہ کا نام ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ سے بھی بڑے مددگار ہیں۔تو جس طرح صدیق اکبر سے مراد صحابہ کرام اور امت مسلمہ میں سب سے بڑا سچا مراد ہے، فاروق اعظم سے صحابہ کرام اور امت مسلمہ میں سب سے بڑے حق و باطل میں فرق کرنے والا مراد ہے، جس طرح قائد اعظم سے تحریک پاکستان کے رہنماؤں میں سے بڑا رہنما مراد ہے، اسی طرح غوث اعظم سے اولیاء کرام کی جماعت میں سے سب سے بڑا فریاد کرنے والا اور فریاد رسی کرنے والا ولی اللہ مراد ہے

آٹھواں اعتراض:

کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآن پڑھنے اور اس پر دعا کرنے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب:

کھانے پر قرآن مجید کی تلاوت اور دعا کرنے کی شرع شریف میں کہیں ممانعت نہیں آئی البتہ قرآن مجید کی جب بھی تلاوت کی جائے یا دعا کی جائے تو اس پر ثواب کا وعدہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے

۳۱: "قرآن مجید" پارہ نمبر ۷، سورہ مائدہ، آیت نمبر :۵۵۔

۳۲: "صحیح بخاری" کتاب الرقاق، باب التواضح، حدیث نمبر :۶۰۲۱، ترقیم الاحادیث :العلمیہ۔

۳۳: "مبر منیر"۔

بلکہ کھانے پر کلام پڑھنے کی اور دعا کرنے کی دلیل خاص بھی احادیث میں موجود ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میری والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک طشت میں حلوہ بھیجا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں کو اور جو بھی تمہیں ملے بلالاؤ فرماتے ہیں ۳۰۰ آدمی جمع ہو گئے۔ فرماتے ہیں:

"فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الحيسة وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ"۔

"میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا کلام پڑھا۔"

اور دس دس افراد کو کھانے کی دعوت دی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر حلوہ کھایا لیکن اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ (۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ تبوک کے سفر میں کھانے کی اشیاء ختم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو سخت بھوک نے ستایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر حضور ﷺ نے بچی کھچی اشیاء طعام کے ڈھیر پر دعاء برکت فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے:

"فَدَعَا رَسُوْلُ ﷺ بِالْبَرَكَةِ وَقَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ"۔

"رسول اللہ ﷺ نے دعائے برکت فرمائی اور فرمایا اسے اپنے برتنوں میں محفوظ کرلو۔" (۳۵)

چنانچہ لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور تمام برتن بھی بھر لیے لیکن اشیاءِ طعام ختم نہیں ہوئیں!!!

بقیہ: درود وسلام وظیفۂ عشاق

حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہِ آدم و بنی آدم ﷺ فرمائیں گے:

"میں تیرا نبی محمد مصطفی ہوں، اور یہ تیرا درود پاک تھا جو تو نے مجھ پر پڑھا ہوا تھا وہ میں نے تیرے آج کے دن کے لیے محفوظ رکھا ہوا تھا۔"

("القول البدیع" ص: ۱۲۹، دار الکتاب العربی، بیروت)

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

۱۳: ہمیں اپنے دل میں یہ احساس بیدار کرنا چاہئے کہ وہ محبوب جو "حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" کی شان والا ہے۔ وہ تو دنیا میں جلوہ گر ہوتے وقت بھی "رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ، رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ"، اے اللہ! میری امت کا معاملہ میرے سپرد فرمادے، اے اللہ! میری امت کا معاملہ میرے سپرد فرمادے" کہتے ہوئے ہمیں یاد رکھے۔ اس نظاروں بھری دنیا میں رہتے ہوئے بھی غاروں میں جا کر ہماری بخشش ومغفرت کے لیے ایسی آہ وزاری کرے کہ حیوانات تک تڑپ کر رہ جائیں۔ دنیا سے ظاہری پردہ فرماتے ہوئے بھی اپنے رب کریم ورحیم کی بارگاہِ جود وعطا میں ہماری نجات کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ حتی کہ قبر انور کے اندر بھی ہمیں نہ بھولے لیکن افسوس کہ ہم انہی کو یاد نہ رکھیں۔ کم از کم شکریہ کے طور پر ہی سہی ان کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتے۔ یہ بات ہر وقت پیش نظر رہے کہ انہیں ہمارے درود وسلام کی محتاجگی ہے بلکہ ہمیں درود وسلام کی ترغیب وتشویق ہمارے ہی فائدے کے لیے ہے اور انہیں ہمارا فائدہ ہی محبوب ہے۔ ان پر تو ان کا رب کریم درود بھیج رہا ہے، کیا آج بھی اعلان قرآنی کو نہیں سن رہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔

دیکھو دیکھو! یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں کے درود بھیجنے کی خبر دینے کے ساتھ ساتھ، ایمان والے اہلِ محبت کو مخاطب کر کے پکار رہی ہے کہ:

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔

۳۴: "صحیح بخاری" کتاب النکاح، باب النسوة اللاتی یھدین الخ، حدیث: ۵۱۶۳ و "مشکوٰۃ المصابیح" باب المعجزات، الفصل الاول، صفحہ: ۵۳۹، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۳۵: "مشکوٰۃ المصابیح" باب المعجزات، الفصل الاول، صفحہ: ۵۳۸ و "صحیح مسلم"۔

درود و سلام وظیفۂ عُشّاق

مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے درمیان اچانک تشریف لے آئے۔ آپ کا چہرہ مبارک کسی خوشی سے جگمگا رہا تھا، فرمایا:

"مجھے مبارک باد دو، مجھے مبارک باد دو!"

صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے عرض کیا:

"ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کس بات کی مبارک باد؟

فرمایا:

"مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا جہاں سے محبوب ہے!

"اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا"۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے رہتے ہیں اس غیب بتانے والے پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔"(۱)

قرآن کریم میں ۶۶۶۶ (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) آیات ہیں۔ مگر یہ آیت محبوب ترین ہے، ہم کو بھی محبوب ہونی چاہئے۔ ہماری پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی سے ہونا چاہئے۔ جو آپ کو پسند ہے ہم بھی پسند کریں، اور جو آپ کو ناپسند ہو ہم کو بھی ناپسند ہو۔ یہی اتباعِ سنت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی رُوح ہے، اس پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں کائناتی راز ہیں۔

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند (۲)

۱: قرآن مجید کی دیگر آیات کی طرح یہ آیت مبارکہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند قدر و منزلت اور مقام رفیع کی طرف واضح طور پر اشارہ فرما رہی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے حضور اقدس کی ذاتِ مبارکہ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اور مسلمانوں کو بھی اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اس غیب بتانے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہو۔

۲: لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام نازل فرمائے۔ جیسے نماز کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ"۔

"نماز قائم کرو۔"(۳)

زکوٰۃ کے متعلق فرمایا:

"اٰتُوا الزَّکٰوۃَ"۔

"زکوٰۃ ادا کرو۔"(۴)

۱: پارہ:۲۲، سورہ احزاب، آیت:۵۵۔

۲: دُرود تاج، قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص:۳، ادارہ مسعودیہ، کراچی۔

۳: "بقرہ":۴۳۔

۴: "بقرہ":۴۳۔

روزہ کے بارے میں فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔"

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کئے گئے، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"(۵)

حج فرض ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا:

"وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا۔"

"اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج (فرض) ہے، جو باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھتا ہو۔"(۶)

مگر کسی جگہ یہ نہیں فرمایا:

"کہ یہ کام ہم بھی کرتے ہیں، ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں، اور اے مسلمانو! تم بھی کیا کرو۔"

صرف درود پاک کے لئے اس طرح فرمایا:

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے رہتے ہیں اس غیب بتانے والے پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔"

اس کی وجہ بالکل واضح ہے، کیونکہ کوئی بھی کام ایسا نہیں کہ جو ربِ قدیر و حکیم کا بھی ہو اور بندے بھی اس کو کر سکیں۔ ہم ربُّ العٰلمین کے کام ہم نہیں کر سکتے اور ہمارے جیسے کاموں سے اللہ بلند و بالا ہے۔ اس قادرِ مطلق کا کام ہے پیدا فرمانا، رزق دینا، مارنا، جلانا، یہ سب کام بندے ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا کام ہے عبادت کرنا، اطاعت کرنا وغیرہ۔ اور اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی کی عبادت یا اطاعت کرے۔ لیکن اگر کوئی کام ایسا ہے کہ جو ربِ کریم کا بھی ہو، ملائکہ بھی کرتے ہوں اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہو تو وہ صرف اور صرف آقائے دو جہاں پر دُرود بھیجنا ہے۔ البتہ! یہ بات ضرور ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے میں اور ہمارے اور فرشتوں کے دُرود بھیجنے میں فرق ہے۔ چنانچہ ربِّ جلیل کا دُرود ہے:

"رحمت نازل فرمانا۔"

اور ہمارا اور فرشتوں کا دُرود ہے:

"دعائے رحمت کرنا"۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

۳: درود پاک کی اہمیت و فضیلت کے حوالے سے یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ مذکورہ بالا تمام آیات میں اللہ نے عباداتِ معروفہ کے لئے وقت اور جگہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

چنانچہ فرض نماز کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس کے اندر نماز کو ادا کرنا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کا بھی اپنا ایک مخصوص اور مقررہ نصاب ہے۔

فرض روزے بھی اپنے مخصوص مہینے میں ہی فرض ہیں۔

اور اسی طرح حج کے لئے بھی ایک مخصوص وقت اور ایک خاص مقام کی قید ہے جس کے علاوہ کسی اور دنوں یا کسی اور جگہ میں یہ فریضہ ادا نہیں ہو سکتا ہے۔

لیکن! عشاقانِ مصطفی کے لئے درود و سلام کے وظیفے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا اور اسی طرح کسی مخصوص مقام کی بھی کوئی شرط نہیں۔ تاکہ جب چاہیں، جتنا چاہیں، جہاں چاہیں، اس محبوبِ دو عالم ﷺ پر درود و سلام پڑھتے رہیں۔ چاہے دن میں پڑھیں، چاہے رات میں۔ صبح پڑھیں یا شام میں۔ سفر میں پڑھیں یا حضر میں۔ محفل میں پڑھیں یا تنہائی میں۔ یونہی اذان و اقامت سے پہلے پڑھنا چاہیں تو بھی منع نہیں۔ بعد میں پڑھنا چاہیں تو بھی روک نہیں، بلکہ بعد میں پڑھنے کا تو حکم ہے۔

الغرض ہر سال کے ۳۶۵ ایام اور ہفتے کے ساتوں دنوں میں ہر روز جب تک چاہیں۔ اس "وَالضُّحٰی" کے چہرے والے، "وَاللَّیْل" کی زلفوں والے، "وَالْفَجْر" کی پیشانی والے، "یٰسٓ"

۵: "بقرہ": ۱۸۳۔

۶: "آلِ عمران": ۹۷۔

کے مبارک اور نورانی دندانِ مبارک والے۔ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" کی شرم وحیا والی پاکیزہ آنکھوں والے۔ "اَلَمْ نَشْرَحْ" کے سینہ بے کینہ والے۔ اور "یَدُ اللّٰہ" سے تعبیر نورانی ومبارک ہاتھوں والے آقائے نامدار۔ مکے کے تاجدار، مدینے کے سردار۔ بعطائے الٰہی دوعالم کے مالک ومختار، حبیبِ کردگار۔ اللہ کی عطا سے "ماکان ویکون" پر خبردار۔ ہم گنہگاروں کے طرفدار۔ جنابِ احمد مختار، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہِ ناز میں نذرانۂ درود وسلام پیش کرسکتے ہیں۔

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

۴: اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبِ حقیقی پر درود وسلام بھیجنے جانے سے کتنی محبت ہے! کہ نہ صرف خود اپنے محبوب ﷺ پر درود بھیجتا رہتا ہے بلکہ اس نے اپنے فرشتوں کو بھی درود پاک بھیجتے رہنے پر مامور فرمایا ہوا ہے، اور ایمان والوں کو بھی اس بات کا حکم دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر درود وسلام بھیجتے رہا کریں۔ تو اے مسلمانو بالخصوص اے عشاقانِ رسول ﷺ! اگر تم میں سے کوئی قیامت کے دن شافع محشر ﷺ کی شفاعت کا طلبگار ہو، تو اس کو چاہئے کہ شفیع المذنبین ﷺ پر درود وسلام کو اپنا مستقل وظیفہ بنالے۔ اگر تمہیں بروزِ قیامت مصباح المقربین ﷺ کا قربِ خاص مقصود ومطلوب ہے تو اس سراج السالکین ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو۔ اگر ہمہ وقت اللہ کی رحمتیں، گناہوں کی معافی اور جنت کے درجات کی بلندی چاہتے ہو تو رحمۃ للعالمین ﷺ پر درود وسلام پڑھا کرو۔ اگر پل صراط سے برق رفتاری سے گزرنے اور نور حاصل ہونیکی طلب ہے تو بھی صاحبِ براق پر درود وسلام پڑھنا ہوگا۔ اگر قیامت کی دشوار گزار گھاٹیوں اور دہشتوں سے جلدی نجات پانا چاہتے ہو تو دافع البلاء ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کرنا ہوگی۔ اگر حوضِ کوثر سے دستِ مالک کوثر وسلسبیل ﷺ سے چھلکتے جام پینا چاہتے ہو تو صاحبِ کوثر ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔ اگر نفاق اور دوزخ کی آگ سے براءت اور بروزِ قیامت زمرۂ شہداء میں حشر ہونا چاہتے ہو تو آقائے شہداء ﷺ پر کثرت سے درود وسلام کی کثرت کرنا اپنی عادت بنالو۔ اگر اللہ کی رضا اور ہمیشہ کی جنت چاہتے ہو تو وسیلۂ رضائے الٰہی اور بعطائے الٰہی مالکِ جنت پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام پڑھا کرو۔ اگر تمہاری خواہش ہو کہ بروزِ قیامت اجر کا پیمانہ بھر بھر کر دیئے جاؤ تو صاحبِ جود ونوال ﷺ کے حضور درود وسلام کے گجرے پیش کرتے رہو۔ اگر اعمال کی طہارت اور دعاؤں کی مقبولیت مطلوب ہو تو سید المرسلین ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کرتے رہو۔ اگر دلوں کے زنگ کی طہارت مقصود ہو تو راحۃ العاشقین ﷺ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہو۔ اگر کسی کام میں برکت اور اسے خیر سے ممکنو کرنا چاہتے ہو تو ہر اچھے کام کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد اس باعثِ خیر وبرکت، مکی مدنی سردار ﷺ پر درود وسلام پڑھا کرو۔ اور اگر تم پڑھنا بھول گئے تو یاد رکھنا! گویا تم جنت کا راستہ بھول جاؤ گے۔ اور ان سب برکتوں کے ذکر اور ان کی ترغیب وتشویق کے باوجود اگر کوئی شخص درود وسلام سے محروم رہا تو ہوسکتا ہے کہ اسے دنیا وآخرت میں محرومی کا سامنا کرنا پڑ جائے۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے:

"جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں مدنی تاجدار ﷺ پر درود شریف نہیں پڑھتے وہ لوگ اگر جنت میں داخل ہو بھی گئے، تو بھی ان پر حسرت طاری ہوگی جب جزاء دیکھیں گے"۔ (۷)

درود پاک کے متذکرہ بالا فضائل کے ساتھ ساتھ دیگر بے شمار فضائل اپنی جگہ، لیکن! سب سے بڑھ کر فضیلت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والے پر، آپ ﷺ کا رب عزوجل درود (رحمت) بھیجتا ہے۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ:

"مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَلٰئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً"۔

"جس نے نبی اکرم ﷺ پر ایک درود پڑھا، اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں"۔ (۸)

۷: "مسند امام احمد بن حنبل" رقم الحدیث: ۹۹۷۲، دار الفکر، بیروت۔

۸: "مشکوٰۃ" ص: ۸۷، نور محمد کتب خانہ، کراچی۔

اللہ اللہ! درود و سلام کی رفعت و عظمت اور اسکے فیضان کا کیا کہنا! ہم ناکارہ و گنہگار و سیاہ کار اس قابل کہاں؟ کہ ربِّ کائنات ہم پر درود بھیجے، لیکن! درودِ پاک ہمیں اس فیضان و کرم کا مستحق بنا دیتا ہے۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور کی بندہ پروری ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

۶: حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ پر درود پاک بھیجنے سے آپ ﷺ کی محبت میں اضافہ و مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اور آپ کی محبت کمالِ ایمان کی شرطِ اوّل ہے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ محبوبِ رب العٰلمین کی بارگاہِ ناز میں اپنی طبعی و قرار واقعی کیفیت کے بارے میں حصولِ کمالِ ایمان کی خاطر عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے عزیز تر ہیں۔"

محبوبِ کائنات ﷺ نے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق و محبت کو اکمل اور ارفع و اعلیٰ کرنے کے لئے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

حضور ﷺ کا فرمانا تھا کہ یہ سن کر حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً عرض کیا:

"اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔"

جانِ ایمان ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اب کہیں تمہارا ایمان مکمل ہوا۔"(۹)

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہیں
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

۷: محبت کا بنیادی قاعدہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا تذکرہ کرتے رہنا پسند کرتا ہے، چنانچہ یہ بات بالکل درست ہے کہ

"مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔"

"جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔"

ہر مسلمان محبوبِ کائنات ﷺ سے محبت کرتا ہے اور یقیناً سب سے بڑھ کر انہی سے محبت رکھتا ہے، وگرنہ مندرجہ بالا حدیث کے بموجب اس کا ایمان مکمل ہی نہ ہوگا۔ ہر مسلمان عاشق رسول ﷺ کو چاہئے کہ جب بھی اس کے سامنے ذکرِ محبوب کیا جائے یا جب بھی وہ ذکرِ محبوب کرے تو کمالِ تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کا نام نامی اسم گرامی لے ------ اور نام پاک لیتے ہوئے خوف و خشیت، عجز و انکسار اور خشوع و خضوع کا اظہار کرے۔ ہاں ہاں! ویسا ہی خشوع و خضوع، عجز و انکسار اور ویسی ہی تعظیم و تکریم؛ جیسی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کا بارگاہِ ناز میں ملحوظ رکھا کرتے تھے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرشِ نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۸: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کا مقام و مرتبہ واضح کرنے کیلئے اپنے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اپنے مقدس رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی سردارِ انبیاء ﷺ پر درود پاک بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، جو اللہ عزوجل کے ایک برگزیدہ نبی و رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں ایک قوم،، بنی اسرائیل،، کی طرف نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ کوہِ طور پر ان سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ انہیں اپنی طرف سے توراتِ مقدس کی کتاب عطا فرمائی۔ انہیں کئی ایک معجزات سے نوازا۔ پانچ اُولوالعزم رسولوں میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ ایسے رفیع الشان پیغمبر سے ان کا رب کیا فرما رہا ہے؟

فرمایا:

"اے موسیٰ! اگر میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں آسمان سے ایک قطرہ پانی بھی برساتا اور نہ زمین سے ایک دانہ بھی اگاتا، اور یونہی اللہ نے بہت سی چیزوں کا ذکر فرمایا۔"

۹: "بخاری شریف"۔

یہاں تک کہ اللہ کریم جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

"اے موسیٰ! اکیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے اس بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنی تمہاری گفتگو تمہاری زبان سے قریب ہے اور تمہارے قلبی خطرات تمہارے دل کے پاس ہیں اور تمہاری روح تمہارے بدن کے قریب ہے اور تمہاری بینائی تمہاری آنکھ کے قریب ہے؟

آپ نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا:

"تو پھر اس کے لئے میری نبی محمد پر کثرت سے درود پڑھا کرو"(۱۰)

فرش والے تیری شوکت کا عُلُو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

۹: صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ بھی نہایت اہتمام کے ساتھ سرورِ کائنات ﷺ پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے، جس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے۔

چنانچہ حضرت اُبَی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں تو آپ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ آپ بتا دیجئے کہ دن کا کتنا حصہ درودِ پاک پڑھنے میں صرف کروں؟

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم جس قدر چاہو مقرر کرلو"

میں نے عرض کیا:

"دن رات کا چوتھائی حصہ درود پڑھنے میں خرچ کرلیا کروں؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم جس قدر چاہو مقرر کرلو، اگر تم چوتھائی سے زیادہ حصہ مقرر کرلو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔"

میں نے عرض کیا:

"میں دن رات کا نصف حصہ مقرر کرلوں؟"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم جس قدر چاہو مقرر کرلو اور اگر تم اسے سے بھی زیادہ مقرر کرلو گے تو یہ تمہارے لیے ہی بہتر ہوگا۔"

میں نے عرض کیا:

"دن رات کا دو تہائی حصہ درود وسلام میں گزار لیا کروں؟"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم جس قدر چاہو مقرر کرلو اور اگر تم اس سے بھی زیادہ مقرر کرلو گے تو یہ تمہارے لیے ہی بہتر ہوگا۔"

اب جو جواب حضرت ابی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا وہ ہر عاشق کے لئے قابل توجہ ہے، آپ نے عرض کیا:

"میں دن رات کا کل حصہ درود وسلام میں ہی صَرف کیا کروں گا۔"

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم ایسا کرو گے تو درود شریف تمہاری تمام فکروں اور غموں کو دور کرنے کیلئے کافی ہو جائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔"(۱۱)

ہر درد کی دوا ہے صلِ علیٰ محمد
تعویذ ہر بلا ہے صلِ علیٰ محمد

۱۰: اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، تاجدارِ رُسل، ہادیٔ سُبُل، ختم الرسل، حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کے گجرے پیش کرتے ہوئے۔ اس بات کو اپنے ذہن وخیال میں پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حکم قرآنی کے مطابق:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔

یہ نبی مؤمنوں سے انکی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"(۱۲)

دیکھو! قرآن نے اعلان کر دیا کہ نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ اَقرب ہیں، دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ یہ نبی

۱۰: "سعادۃ الدارین" ص:۵۷، دار الفکر، بیروت۔

۱۱: "سنن الترمذی" ج:۴، ص:۲۰۷، حدیث:۲۴۶۵، دار الفکر، بیروت۔

۱۲: "احزاب":۶۔

حاضر وناظر ہیں۔ تمہارے اقوال و اعمال سے واقف ہیں۔ تمہیں ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ تم جو شوق و محبت کے ساتھ ان پر درود وسلام پڑھ رہے ہو وہ بھی ان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس معطی برحق جل جلالہ وعم نوالہ کی عطا سے یہ نبی ﷺ اس پر بھی مطلع ہیں۔ دیکھو! نبی اکرم ﷺ خود اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمارہے ہیں:

"لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّابَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ۔"

"جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجے گا اس کی آواز مجھے پہنچے گی چاہے وہ کہیں بھی ہو۔" (۱۳)

معلوم ہوا کہ ان پر درود وسلام بھیجنے والا چاہے مشرق میں ہو، چاہے مغرب میں، شمال میں ہو چاہے جنوب میں۔

الغرض دنیا کے جس کونے میں بھی ہو اس کی آواز رسولِ اکرم ﷺ تک ضرور پہنچتی ہے۔ تبھی تو عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ اللهِ الرَّحْمٰن نے عشق و محبت میں ڈوب کر فرمایا۔

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں سے پکاریں، وہاں وہ سنیں
ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام

۱۱: دنیا ایک ایسی سرائے ہے کہ جس میں ہر آنے والا آکر۔ اپنا اچھا برا وقت گزار کر۔ اپنے نیک وبد اعمال کی گٹھڑی اپنے سر پر لاد کر۔ اس فانی دنیا سے، ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کا مسافر بنتا رہا ہے اور بنتا رہے گا۔ لیکن! بالعموم ہر کوئی آکر اپنی ہی فکروں کو سلجھانے میں مصروف رہا۔ اسے کسی دوسرے کے دکھ درد کا احساس نہ تھا۔ ایسے لوگ دنیا میں بھی اپنے قول وفعل سے نفسی نفسی پکارتے رہے اور بروزِ قیامت بھی زبانِ حال سے نفسی نفسی کی صدائیں ان کے خودغرض ہونے کی پہچان ہوں گی۔ جس طرح دنیا میں بعض لوگ اپنے ماں باپ، دوست واحباب اور اعزہ واقرباء سے لاتعلق و بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آخرت میں بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد:

"يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ۔ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ۔ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔"

"جس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے ماں باپ اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک (فکر) ہے کہ وہ ہی اسے بس ہے۔" (۱۴)

کے قرآنی بیان کی عملی تفسیر پیش کر رہی ہوگی۔ اور اپنے عمل سے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہی ہوگی۔ لیکن! ایک آنے والا ایسا بھی آیا کہ:

"جو ان تمام خودغرضانہ نفسانی کثافتوں سے پاک ومنزہ ومبرا تھا۔" جو دنیا میں آیا تو بھی اپنے امتیوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی کو طلب کرتے ہوئے:

"رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ، رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ۔"

"اے اللہ! میری امت کا معاملہ میرے سپرد فرمادے، اے اللہ! میری امت کا معاملہ میرے سپرد فرمادے۔"

کہتے ہوئے آیا:

اللہ اکبر! حضور ﷺ کو اپنی امت سے کتنی محبت اور اس پر کتنی شفقت ہے!"

غور فرمائیں کہ:

"ایک ماں کو جب اس کے بچے کے معاملے میں اختیار دیا جائے تو وہ اس کے بارے میں وہی فیصلہ کرے گی جس میں اس کی بھلائی اور بہتری ہوگی۔ اس کے لئے ہر آسائش و راحت کا خیال رکھے گی۔ الغرض حتی المقدور اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہونے دے گی۔ تو رسول اکرم ﷺ اپنی امت کا اختیار ملنے کی صورت میں اسکا دوزخ میں جانا، کیونکر پسند فرمائیں گے؟

دل عبث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

۱۳: "القول البدیع" ص: ۱۶۰، دار الکتاب العربی، بیروت۔
۱۴: "عبس": ۳۴۔۳۷

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
مَحو و اِثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

۱۲: جب اس کے رب نے عقل وفہم اور مکاں ولامکاں سے وراءالورا۔اسے اپنے دیدارِ خاص سے مشرف فرمانے کے لئے۔اپنے قربِ خاص کا تحفہ عطا فرمانے کے لیے اپنے پاس بلایا۔تو وہاں بھی وہ اپنے امتیوں کو ہی یاد کرتا رہا۔جب وہ کریم النفس ہمیشہ کے لئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر لحد میں جارہا تھا تو بھی:

"رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ، رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔"

کے الفاظ اسکی مبارک زبان سے سنے جارہے تھے۔اور جب میدانِ قیامت میں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔بیٹی ماں سے اور بیٹا اپنے باپ سے بھاگ رہا ہوگا۔سگا بھائی تک اپنے بھائی کے کام نہ آئے گا۔جان چھڑکنے والے دوست احباب پہچاننے تک سے انکار کردیں گے۔اعزہ واقرباء میں سے کوئی بھی مدد کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ایسے ہوشرُبا عالَم میں بھی وہ تمہارے ہی لئے بے چین و بے قرار ہوں گے:

آہ! کل عیش تو کئے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

سیدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

"روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابوالبشر حضرت آدم علیٰ نبینا وعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عرشِ الٰہی کے پاس دو سبز کپڑوں کا لباس پہن کر تشریف فرما ہوں گے۔اور یہ دیکھتے ہوں گے کہ فرشتے میری اولاد میں سے کسے جنت کی طرف اور کسے جہنم کی جانب لے کے جارہے ہیں۔اچانک حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دیکھیں گے کہ فرشتے، حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے امتی کو دوزخ کی جانب لے جارہے ہیں۔ابوالبشر حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام یہ دیکھ کر پکاریں گے:

"اے اللہ تعالیٰ کے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ کے امتی کو ملائکہ کرام دوزخ کی طرف لے کر جارہے ہیں۔"

امت کے غمخوار، سرکارِ والاتبار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

"یہ سن کر میں اپنا تہبند مضبوطی سے پکڑ کر ان فرشتوں کے پیچھے دوڑوں گا اور کہوں گا۔

"اے رب کے فرشتو! ٹھہر جاؤ!"

فرشتے یہ سن کر عرض کریں گے:

"یا حبیب اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! ہم فرشتے ہیں، ہم وہ کام کرتے ہیں جس کا ہمیں دربارِ الٰہی سے حکم ملتا ہے۔"

یہ سن کر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی ریش مبارک پکڑ کر دربارِ الٰہی میں عرض کریں گے:

"اے میرے ربِ کریم! کیا تیرا میرا ساتھ وعدہ نہیں ہے کہ تجھے تیری امت کے بارے میں غمزدہ نہیں کروں گا؟!"

تو عرشِ الٰہی سے حکم آئے گا:

"میرے فرشتو! میرے حبیب کی اطاعت کرو اور اس بندے کو واپس میزان پہ لے چلو۔"

فرشتے اس کو فوراً میزان کے پاس لے جائیں گے۔اور جب اس کے اعمال کا وزن کریں گے تو میں اپنی جیب سے ایک نور کا کاغذ نکالوں گا۔اور اس کو بسم اللہ شریف پڑھ کر نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دوں گا جس کی بناء پر اس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔اچانک ایک شور برپا ہوجائے گا کہ:

"کامیاب ہوگیا، کامیاب ہوگیا۔"

اس کی نیکیاں وزنی ہوگئیں اس کو جنت میں لے جاؤ۔

جب فرشتے اسے جنت کی طرف لے جارہے ہوں گے تو وہ کہے گا:

"اے میرے رب کے فرشتو! ٹھہرو، اس بزرگ ہستی سے کچھ عرض تو کرلوں!"

پھر وہ عرض کرے گا:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں، آپ کا چہرہ کیسا نورانی ہے! اور آپ کا خلق کتنا عظیم ہے! آپ نے میرے آنسوؤں پر رحم کھایا، اور میری لغزشوں کو معاف کرایا۔آپ کون ہیں؟"

---بقیہ صفحہ ۲۴ پر---

شرح سلام رضا مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نوویں قسط

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابن ابی حاتم تفسیر میں، ابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ابوہریرہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ "واذ أخذنا من النبيين ميثاقهم" کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"كنت أول النبيين في الخلق وآخرهم في البعث فبدء به قبلهم."(۱)

"میں پیدائش میں اول النبیین اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔"

حضرت سہل بن صالح ہمدانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انھوں نے جواب دیا:

"إن الله تعالى لما أخذ من بني آدم من ظهورهم ذريتهم وأشهدهم على أنفسهم ألست بربكم. كان محمد ﷺ أول من قال بلى، ولذلك صار يتقدم الأنبياء، وهو آخر من بعث."(۲)

"اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کر فرمایا: 'اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ'۔ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: 'بَلٰی'۔ (کیوں نہیں) ایک وجہ انبیاء عَلَیۡہِمُ السَّلَام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔"

عالم ارواح میں نبوت مصطفی ﷺ اور جمہور کا عقیدہ:

جمہور علمائے امت کے نزدیک عالم ارواح والی نبوت سے متعلقہ احادیث مبارکہ اپنے حقیقی معنوں پر محمول ہیں یعنی حضور ﷺ عالم ارواح میں واقعی طور پر اور حقیقتاً منصب نبوت اور مرتبہ نبوت پر فائز فرمائے گئے اور یہ آپ ﷺ کی امتیازی شان ہے، دوسرے کسی نبی کو عالم ارواح میں نبوت عطا نہیں فرمائی گئی۔ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ یہ عقیدہ آیت "ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" کے خلاف ہے اسی لیے انھوں نے جمہور کے عقیدہ سے بغاوت کر کے لوگوں کے سامنے نئی "تحقیقات" رکھ دی ہیں اور اب ان کے معتقدین و مویدین اسی موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہاں موضوع کی مناسبت سے علمائے امت کا موقف پیش کیا جائے۔

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی کی تحقیق:

قاضی القضاۃ، شیخ الاسلام علامہ ابو الحسن تقی الدین سبکی نے ایک رسالہ "التعظيم والمنه في لتؤمنن به ولتنصرنه" لکھا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:

"ويتبين بذلك معنى قوله ﷺ كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد وأن من فسره بعلم الله بأنه سيصير نبيا لم يصل إلى هذا المعنى لأن علم الله محيط بجميع الأشياء ووصف النبي ﷺ بالنبوة في ذلك

۱: "تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم" ۹:۳۱۱۶، مکتبۃ نزار مصطفی الباب۔ ودلائل النبوۃ لأبی نعیم ۱:۴۲، دار النفائس بیروت۔

۲: "المواهب اللدنية بالمنح المحمدية" ۱:۴۱، تشریف اللہ تعالیٰ له ﷺ، المكتبة التوفيقية، القاہرۃ۔

الوقت ينبغي ان يفهم منه أنه امر ثابت له في ذلك الوقت ولهذا رأى آدم اسمه مكتوبا على العرش محمد رسول الله فلا بد أن يكون ذلك معنى ثابتا في ذلك الوقت ولو كان المراد بذلك مجرد العلم بما سيصير في المستقبل لم يكن له خصوصية بأنه نبي وآدم بين الروح والجسد لأن جميع الأنبياء يعلم الله نبوتهم في ذلك الوقت وقبله فلا بد من خصوصية للنبي ﷺ لأجلها أخبر بهذا الخبر إعلاما لأمته ليعرفوا قدره عند الله تعالى فيحصل لهم الخير بذلك۔"(۳)

"اور اس سے آپ کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہوگئی "کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد"، اور جس شخص نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ آپ علم الٰہی میں نبی تھے یعنی آپ مستقبل میں نبی ہوں گے اس کی اس معنی تک رسائی نہیں ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع انبیاء کو محیط ہے پس نبی ﷺ کو اس وقت نبوت سے موصوف کرنا اس مفہوم کو چاہتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت میں ثابت تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے نام اقدس کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا محمد رسول اللہ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس حدیث کا یہ معنی ہو کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت متحقق تھی اور اگر اس سے مراد فقط علم ہو کہ آپ ﷺ مستقبل میں نبی ہوں گے تو آپ ﷺ کے اس فرمان کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہے گی کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان کے مرحلے میں تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کو اس وقت اور اس سے پہلے جانتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نبی ﷺ کی اس خصوصیت کو ثابت اور متحقق مانا جائے اس لیے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس خصوصیت سے آگاہ فرمایا تاکہ امت کو آپ کے اس مرتبہ کی معرفت حاصل ہو جو آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے پھر انہیں اس معرفت کے ذریعے خیر حاصل ہو۔"

أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجری البغدادی (المتوفی: ۳۶۰ھ) کا عقیدہ:

"اعلموا رحمنا الله وإياكم أن نبينا محمدا ﷺ لم يزل نبيا من قبل خلق آدم عليه الصلوة والسلام يتقلب في أصلاب الأنبياء، وأبناء الأنبياء بالنكاح الصحيح حتى أخرجه الله تعالى من بطن أمه۔"(۴)

"جان لو کہ ہمارے نبی کریم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل ہی ہمیشہ نبی رہے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور انکے ابناء کے اصلاب میں نکاح صحیح کے ساتھ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو آپکی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک سے ظاہر فرمایا۔"

امام عبد الوہاب شعرانی کا عقیدہ:

"(فان قلت) فهل أعطى أحد النبوة وآدم بين الماء والطين غير محمد ﷺ (فالجواب) لم يبلغنا أن أحدا أعطى ذالك انما كانوا أنبياء أيام رسالتهم المحسوسة (فان قلت) فلم قال كنت نبيا آدم بين الماء والطين ولم يقل كنت انسانا أو كنت موجودا (فالجواب) انما خص النبوة بالذكر دون غيرها اشارة الى انه أعطى النبوة قبل جميع الأنبياء فان النبوة لا تكون الا بمعرفة الشرع المقدر عليه من عند الله تعالى۔"(۵)

"اگر تم یہ کہو کہ کیا محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کو بھی اس وقت نبوت عطا کی گئی جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان میں تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم تک یہ حدیث نہیں پہنچی کہ کسی اور کو بھی اس وقت نبوت عطا کی گئی، دیگر انبیاء علیہم السلام اپنے ایام رسالت محسوسہ میں نبی بنائے گئے۔ اگر تم یہ کہو کہ آپ ﷺ نے یہ کیوں

۳: "فتاوی السبکی" ۱:۳۸، دار المعارف۔ والخصائص الکبریٰ ۱:۹، المکتبۃ الحقانیۃ محلہ جنگی پشاور۔

۴: "الشریعۃ" ۳:۱۴۳۳، باب ذکر مبعثہ ﷺ، دار الوطن الریاض۔

۵: "الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الأکابر" ۲:۱۸، المبحث الثانی والثلاثون فی ثبوت رسالۃ نبینا محمد ﷺ انہ أفضل خلق اللہ علی الاطلاق وغیر ذالک، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر۔

فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم عَلَیْہِ السَّلام پانی اور مٹی کے درمیان میں تھے، آپ نے یہ کیوں نہیں فرمایا میں اس وقت انسان تھا یا موجود تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ نبوت کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آپ کو تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام سے پہلے نبوت عطا کی گئی کیونکہ نبوت اس وقت متحقق ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر کی ہوئی شریعت کی معرفت ہو جائے۔"

امام ابو شکور سالمی کا عقیدہ:

"لان النبی کان نبیا قبل البلوغ وقبل الوحی کما انه نبی بعد الوحی وبعد البلوغ والدلیل علیه قوله تعالی فی قصة عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام وکان فی المهد صبیا قال إنی عبد الله آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا۔"(۶)

"کیونکہ نبی کریم ﷺ بلوغت اور وحی سے قبل بھی اسی طرح نبی تھے جس طرح کہ آپ ﷺ وحی اور بلوغت کے بعد نبی تھے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کا قصہ ہے جب آپ پنگھوڑے میں بچے تھے اور آپ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا۔"

امام فخر الدین رازی کا عقیدہ:

"قال المفسرون لم یبعث نبی قط إلا بعد أربعین سنة، وأقول هذا مشکل بعیسی عَلَیْہِ السَّلام فإن الله جعله نبیا من أول عمره إلا أنه یجب أن یقال الأغلب أنه ما جاءه الوحی إلا بعد الأربعین، وهکذا کان الأمر فی حق رسولنا ﷺ۔"(۷)

"مفسرین کا قول ہے کہ حضور ﷺ کو چالیس سال کی عمر سے پہلے نبی مبعوث نہیں کیا گیا اور میں کہتا ہوں اس پر اشکال ہے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں نبی بنایا تھا مگر یہ کہنا لازم ہے کہ غالباً ان کے پاس وحی چالیس سال کے بعد آئی تھی، ہمارے رسول ﷺ کے حق میں بھی اسی طرح کا معاملہ ہے۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا عقیدہ:

"ونبوتے که پیش از خلق حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آں سرور را حاصل بوده وازاں مرتبه خبرداده وگفته کنت نبیا وآدم بین الماء والطین باعتبار حقیقت أحمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد ہمین اعتبار حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام که کلمة الله بوده اند وبعالم امر بیشتر مناسبت داشته بشارت قدوم آں سرور عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَات باسم أحمد داده وفرموده ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه أحمد ونبوتی که منشاء عنصری تعلق دارد وباعتبار حقیقت محمدیست بلکه باعتبار حقیقتین است۔"(۸)

"اور جو نبوت حضرت آدم علیٰ نبینا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پیدا کیے جانے سے پہلے حضور سرور کونین کو حاصل ہوئی ہے اور آپ نے اس مرتبہ کی خبر دی اور فرمایا "کنت نبیا وآدم بین الماء والطین"، وہ نبوت باعتبار حقیقت محمدی کے تھی جو حقیقت احمدی عالم امر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اسی اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے جو کہ کلمۃ اللہ ہیں اور عالم امر کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتے ہیں حضور سرور کونین عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَات کی بشارت اسم احمد کیساتھ دی اور فرمایا "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه أحمد"، اور خوشخبری دینے والا اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا اسم گرامی احمد ہو ہے۔ اور جو نبوت نشاۃ عنصری کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، نہ صرف باعتبار حقیقت محمدی بلکہ دونوں حقیقتوں کے ہے۔"

۶: "تمہید ابی شکور السالمی" ص:۷، القول الثالث فی فائدة العقل وزواله، مطبع الفاروقی دہلی۔

۷: "التفسیر الکبیر أو مفاتیح الغیب" ۲۸:۱۷، دار الکتب العلمیة بیروت۔

۸: "مکتوبات امام ربانی" ۱:۲۰۹، مکتوب: ۲۰۹، طبع منشی نولکشور لکھنؤ۔

صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

”سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملا۔ روز میثاق تمام انبیا سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اِسی شرط پر یہ منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُمتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا۔“(۹)

محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

”الأظهر أنه ﷺ كان نبيا بعد الولادة وقبل الولادة من عالم الارواح ولكن ظهر نبوته ورسالته عند الناس بعد الاربعين۔“(۱۰)

”اظہر بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے بعد سے ہی نبی تھے اور ولادت سے قبل عالم ارواح میں بھی نبی تھے لیکن آپ کی نبوت اور رسالت اس جہان کے لوگوں کے لیے چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوئی۔“

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

”یعنی پھر اے پیغمبرو! تمہارے زمانہ میں وہ رسول مطلق حبیب مختار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ فداہ أبي وأمي ﷺ تشریف لے آئیں جن کی نبوت نہ زمانہ سے مقید ہے نہ جگہ سے نہ کسی قوم سے بلکہ ساری خلقت کے رسول فرش وعرش پر ان کا سکہ جاری۔“(۱۱)

”عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالوا يا رسول الله متى وجبت لك النبوة؟ قال: وآدم بين الروح والجسد۔“ رواه الترمذي

”یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور فداہ أبي وأمي صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیا..........عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے آپ ان کی روحوں کو تعلیم وتربیت دیتے تھے سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے۔“(۱۲)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے۔ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبر رکھے۔“(۱۳)

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

”بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح ان کے بدن میں نہیں پڑی تھی تو میں اللہ کے علم میں اللہ کا نبی تھا۔ کوئی ان سے پوچھے کہ خدا کے بندو! کیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے علم میں تھے اور کوئی نبی اللہ کے علم میں نہیں تھا۔ بھائی! یہ کیا تماشا ہے؟ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب نبی اللہ کے علم میں تھے تو پھر حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ اس لیے محققین نے صاف کہا کہ " كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد" کا مفہوم یہ ہے کہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھا اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا فیض عطا فرما رہا تھا۔“(۱۴)

---جاری ہے---

۹: "بہار شریعت" حصہ اول، ص: ۸۵، ۸۶، مکتبۃ المدینہ کراچی۔
۱۰: "حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح" ص: ۱۲۸۔
۱۱: "تفسیر نعیمی" ۳: ۵۸۵، نعیمی کتب خانہ گجرات۔
۱۲: "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" ۸: ۲۰، نعیمی کتب خانہ گجرات۔
۱۳: "جاء الحق" ص: ۱۲۸، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔ "جاء الحق" ص: ۱۲۸، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
۱۴: "مقصود کائنات" صفحہ: ۳۔

تعلیم نسواں

پانچویں قسط

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۔۔۔گذشتہ سے پیوستہ۔۔۔

لندن کے ایک سماجی کارکن نے اپنی مطالعاتی رپورٹ میں وہاں کی مخلوط تعلیم گاہوں کی صنفی آوارگی اور جنسی انارکی (Anarchy) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اسکول میں آج کل چودہ برس کے لڑکے اور لڑکیاں عام طور پر مانع حمل اشیاء اپنے اپنے بیگ میں لیے پھرتے ہیں کہ جانے کب کہاں ضرورت پڑ جائے؟ اس معاملے میں وہ اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں۔''(۱)

خیر! یہ تو نافِ تمدن اور مرکزِ تہذیب کی بات ہے، خود مشرق میں بھی (جس کے رگ وپے میں گویا خوانِ مغرب کی زلہ خواری سرایت کر چکی ہے اور مغرب کی ''عطا کردہ'' ہر ''نعمت غیر مترقبہ'' کا والہانہ استقبال کرنا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اس کی جبلت بن چکا ہے اور جس کے فرزندوں میں متغربین کی ٹولی کی ٹولی جنم لے رہی ہے) مخلوط تعلیم کے انتہائی مضر رساں نتائج مشاہدے میں آرہے ہیں؛ بلکہ صورتِ حال تو یہ ہو چکی ہے کہ:

مے خانہ نے رنگ و روپ بدلا ایسا
مے کش مے کش رہا نہ ساقی ساقی

غور کیجیے کہ مخلوط تعلیم گاہوں میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ایک ساتھ تعلیم حاصل کر رہے ہوں، پھر دونوں کی نشست گاہیں بھی ایک ساتھ ہوں اور ان سب پر طرفہ یہ کہ عریاں ونیم عریاں بازو، لب ہائے گلگوں، چمکتے ہوئے عارض، چشم ہائے نیم باز، بکھری ہوئی زلفیں، بلکہ سارا سراپا ''انا البرق'' کا منظر پیش کر رہا ہو، تو کیا فریق مقابل اپنے ذوقِ دید اور شوقِ نظارہ کو صبر وشکیبائی کا رہین رکھے گا یا بے تابانہ اپنی نگاہوں کی تشنگی دور کرنے کی سوچے گا؟ پھر جب جمالِ جہاں آرا پوری تابانیوں کیساتھ دعوتِ نظارہ دے رہا ہو، تو اسکی دید کی پیاس بجھے گی کیوں؟ وہ تو اور تیز تر ہو جائے گی اور جام پر جام چڑھائے جانے کے باوصف اس کا شوقِ دیدار ''ھَلۡ مِنۡ مَزِیۡد'' کی صدائے مسلسل لگائے گا۔

ساقی جو دیے جائے یہ کہہ کر کہ پیئے جا
تو میں بھی پیئے جاؤں یہ کہہ کر کہ دیے جا

اور شیطان ایسے موقعوں پر کبھی نہیں چوکتا، جب اس کا شکار پوری طرح اس کے قبضے میں آجائے؛ چنانچہ معاملہ صرف دید ہی تک محدود رہ جائے، یہ ناممکن ہے، اس سے بھی آگے بڑھ کر گفت وشنید تک پہنچتا ہے، پھر بوس وکنار اور ہم آغوش ہونے اور بالآخر وہاں تک پہنچ کر دم لیتا ہے، جس کے بیان سے ناطقہ سربہ گریباں اور خامہ انگشت بہ دنداں ہے اور اس قسم کے حادثات کوئی ضروری نہیں کہ یونیورسٹیز اور کالجز کے احاطوں ہی میں رونما ہوں؛ بلکہ رسل ورسائل اور آئے دن کے مشاہدات یہ ثابت کرتے ہیں کہ کالجز کے کلاس روم، شہروں کے پارک اور پبلک مقامات تک کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔

پس چہ باید کرد؟

ایسے پر آشوب اور ہلاکت خیز ماحول میں بھی اگر ہوش کے ناخن نہ لیے گئے، اور لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی ''مثقف'' اور ''روشن

ا: ''صدق جدید'' عبد الماجد دریابادی، ۲ جنوری ۱۹۵۶ء، فریب تمدن، اکرام اللہ، ص: ۱۸۹، ''افکارِ عالم'' اسیر ادروی، ج: ۱، ص: ۲۲۹۔

خیال" بنانے کا مخلوط طریقہ کار یوں ہی برقرار رہا، تو ہر نیا طلوع ہونے والا سورج بنتِ حوا کی عزت وناموس کی پامالی کی عبرت نو لے کر آئے گا اور پھر دنیا بہ چشم عبرت دیکھے گی کہ وہ مقامات، جو انسان کو تہذیب وشائستگی اور انسانیت کا درس دینے، قوم ووطن کے جاں سپار خادم اور معاشرے کے معزز وکامیاب افراد تیار کرنے کے لیے منتخب کیے گئے تھے، محض حیوانیت وبہیمیت اور شہوت رانی وہوس کاری کے اڈے بن کر رہ گئے۔

تعلیم نسواں کی اسلام نے بہت تاکید کی ہے۔ اور مغربی تہذیب بھی تعلیم نسواں پر بڑا زور دیتی ہے۔ مگر دونوں کے مقاصد میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مقاصد مختلف ہونے کی بناء پر تعلیم کے ان دونوں دھاروں کی نوعیت وکیفیت بھی جداگانہ ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم وتربیت وہ ہے، جو اس کو بہترین بیوی، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے۔ مزید برآں وہ علوم بھی اس کے لیے ضروری ہیں، جو انسان کو انسان بنانے والے، اسکے اخلاق کو سنوارنے والے اور اس کی نظر کو وسیع کرنے والے ہیں۔ ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کے لیے لازم ہے۔ اسکے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی ذہنی استعداد رکھتی ہو، اور ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لیے مقرر کی ہیں۔

خواتین کو تعلیم دی جائے، اسلام قطعاً اس کی مخالفت نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اس کی حد درجہ تاکید کرتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں بتایا گیا؛ لیکن یہ ملحوظ رہے کہ ان کی تعلیم وہی ہو، جو ان کی فطرت، ان کی لیاقت اور ان کی قوتِ فکر وادراک کے مناسب ہو اور ان کی عفت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہو، جو ان کو نیک صالح بیٹی، وفا شعار بہن، فرماں بردار بیوی اور باکردار، ہمدرد ماں بنا سکے، نہ کہ ایسی تعلیم، جو انھیں زمرۂ نسواں ہی سے خارج کردے اور شیاطین الانس کی درندگی کی بھینٹ چڑھا دے، اللہ تعالیٰ سودوزیاں کی صحیح فہم کی توفیق بخشے۔ (آمین)

باب دوم

علماء دین ومفتیانِ شرع متین کی آراء کا تجزیہ

گزشتہ صفحات میں آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تعلیم نسواں کی ضرورت، اہمیت، فضیلت اور افادیت کا مطالعہ کیا۔ اب ذیل میں چند علماء کرام کی آراء اور مفتیانِ عظام کے فتاویٰ جات اور انکے اقوال پیش کیے جائیں گے۔ جن کی روشنی میں تعلیم نسواں کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے گا۔ اور اس مسئلے میں جو علمائے کرام کا اختلاف ہے، اس اختلاف کی طرف بھی ضمناً اشارہ کیا جائے گا۔ اور آخر میں شاعرِ مشرق علامہ اقبال اور اکبر الٰہ آبادی کے خیالات کا بھی اظہار کیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ کا نظریہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ عورتوں کی تعلیم کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ ان کے نزدیک عورتوں کی تعلیم لازمی ہے۔ مگر موجودہ بے راہ رو تعلیم کے سخت خلاف ہیں۔ ان کے نزدیک عورتوں کو بنیادی مذہبی تعلیم دی جائے۔ طہارت، عبادات اور معاملات کی تعلیم دی جائے مگر تعلیم کا ماحول نہایت پاکیزہ اور مستور ہونا چاہیے۔ ان کی تعلیم کیلئے اعلیٰ کردار کی حامل خواتین اساتذہ کا انتخاب کیا جائے۔ انہیں امور خانہ داری کی تربیت دی جائے اور عورتوں سے متعلقہ مخصوص مسائل کی تعلیم دی جائے۔

چونکہ امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ ایک فقیہ ہیں اس لئے وہ عورتوں کے پردہ کی سختی سے پابندی کے قائل ہیں۔ آپ اس حیثیت سے مخلوط تعلیم کا تصور ان کے ہاں گناہِ کبیرہ ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں آپ کے نظریات:

"حدیث "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ"، کہ بوجہ کثرتِ طرق وتعددِ مخارجِ حدیث حسن ہے۔ اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت۔ تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو۔"

باپ پر جو فرائض اولاد کی تعلیم سے متعلق ہیں، ان کی توضیح کے درمیان لڑکیوں کی مفید تعلیم وتربیت کا حکم دیا۔

"اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے، لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے۔"

نوٹ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا تعلیم کتابت نسواں میں دیگر علمائے کرام سے اختلاف ہے، ہم اس مسئلہ کو ان شاء اللہ تعالیٰ بالتفصیل آگے ذکر کریں گے۔)

طالبات کی تعلیم کے لئے ان خواتین اساتذہ کا تقرر کیا جائے جو کردار کے اعتبار سے اعلیٰ معیار کی حامل ہوں۔ اساتذہ کی صحبت و تربیت سے کسے انکار ہے؟

جس قسم کی صحبت و تربیت میسر آئے گی وہی اثرات طلباء و طالبات میں پیدا ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ متقی اساتذہ کا انتخاب کیا جائے۔ امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

"اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔"

اگر کوئی ایسا مرحلہ آجائے کہ عورت اساتذہ دستیاب نہ ہوں، مرد اساتذہ سے تعلیم دلوانی پڑے، تو اس صورت میں فرض ہے کہ طالبات پردے میں رہیں۔ اس صورت کے متعلق آپ کے ارشادات سنیئے:

"رہا پردہ اس میں استاد وغیر استاد، عالم وغیر عالم اور پیر سب برابر ہیں۔ نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب وہ پندرہ برس کی ہو تو سب غیر محارم سے پردہ واجب ہے۔ اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغت ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب۔ خصوصاً بارہ برس کے بعد مؤکدہ کہ یہ زمانہ قرب بلوغ و کمال اشتہا ہے۔"

امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے جب تعلیم نسواں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ:

"مسلمان بچیوں کو ضروری دینی تعلیم، قرآن مجید کا ترجمہ، مسئلہ مسائل کی کتابیں اور بقدر حاجت حساب و اصولِ حفظانِ صحت جس سے ان کو اپنے بچوں کی داشت و نگہداشت میں مدد ملے، پردہ کی سخت نگرانی کیساتھ مسلمان دیندار پابندِ صوم و صلوٰۃ معلمہ کے ذریعے سے پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟"

تو اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"عقائدِ اہلسنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھائی جائیں، عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے، حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں، اصولِ حفظانِ صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ان کی تعلیم میں مضائقہ نہیں، اور جو مخالف ہیں جیسے بیماری اڑ کر لگنے کے وسوسے، ان کی تعلیم جائز نہیں، تدبیر منزل بروجہ مطابق شرعی وحقوقِ شوہر و اولاد و مذمت کذب و غیبت و ضرورتِ پردہ و حجاب کی بھی تعلیم ہو۔"

اسی طرح ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

"اہلسنت و جماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے سیکھنا سب پر فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں، صحیح العقیدہ نیک خصلت (عورت) سے (بچیوں کو) پڑھوانا ضروری ہے، ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جس میں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرمی کی، نہ اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے کی، اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسا حیادار ہو تو کوئی حرج نہیں۔" وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب (۲)

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نظریہ:

حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا کڑا مقابلہ کیا۔ مثلاً قادیانی تحریک، تحریک خلافت، تحریکِ ترکِ موالات، تحریکِ شدھی سنگھٹن، تحریکِ ہجرت، تحریکِ مسجد شہید گنج وغیرہ وغیرہ۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں آپ نے الجمیعۃ العالیۃ المرکزیہ، مراد آباد کے تاریخی اجلاس میں جو فاضلانہ خطبہ دیا اس سے ان کی بے مثال فکر و تدبر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے خطبہ صدارت کے ایک ایک لفظ پر اگر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محض ایک خطبہ نہیں بلکہ فلاح ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک ایسا دستور العمل ہے کہ اگر اس کے مطابق مسلمانانِ پاک و ہند

۲: "فتاوی رضویہ" ج: ۲۳، علم و تعلیم، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان۔

نے اپنے رہوارِ زندگی کو مہمیز کیا ہوتا تو آج ہماری حالت ہی کچھ اور ہوتی مسلمان معاشی، تعلیمی، تجارتی غرض یہ کہ ہر قسم کے دینی و دنیاوی امور میں کسی سے پیچھے نہ رہتا۔ ذیل میں آپ کے خطبۂ صدارت کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں ملازمت کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے صنعت و حرفت اور تعلیم وتجارت پر زور دیا ہے:

"ہمارا ذریعۂ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ہندو نواب، مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طولِ امل ہے۔ اگر رات دن کی تگ و دو اور ان تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے۔ برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمتِ مفت انجام دیا کرو اگر بہت بلند ہمت ہوئے اور قرض پر بسر اوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا انبار ہو جاتا ہے کہ جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے۔" اس کے بعد نوکری پر تجارت اور صنعت وحرفت کا یوں اظہار کیا:

"ہمیں نوکری کا خیال چھوڑ دینا چاہیے، نوکری کسی قوم کو معراجِ ترقی تک نہیں پہنچا سکتی، دست کاری اور پیشے و ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔"

اسی خطبۂ صدارت میں آپ نے تعلیم نسواں پر بھی کافی زور دیا بلکہ لڑکیوں کی تعلیم اور اس کی فلاح وترقی کے لیے بھی آپ بے حد کوشاں رہے۔ آپ کے خیال میں صنفِ نازک کی بقا و استحکام نیز اس کی تعلیم وتربیت میں ہی قوم کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس مسئلے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

"لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم بھی لازمی ہے، لیکن پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔"

آپ نے اس خطبے میں ملتِ اسلامیہ کی سیاسی بیداری پر بھی زور دیا۔ مسلمانوں کی ہمہ جہتی ترقی کو ممکن بنانے کے لیے کئی ملک گیر دورے بھی کیے۔ آپ کے ٹھوس تاثرات اور تجاویز جو آپ نے مختلف اجلاس اور کانفرنسیں میں پیش فرمائیں، ان کو پڑھ کر اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے سینے میں ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کا کیسا درد موجزن تھا۔ (۳)

"خطبہ صدارت" آل انڈیا کانفرنس منعقدہ مراد آباد، (۱۹۲۵ء)، (خطبۂ حجۃ الاسلام، ص ۵۱/۵۲)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نظریہ:

"وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ اِمْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا۔"

"حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد آنے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔"

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت کے لیے تھا جب عورتوں کو مسجد میں حاضری کی اجازت تھی۔ عہد فاروقی سے اس کی ممانعت کر دی گئی کیونکہ عورتوں میں فساد بہت آ گیا اب فی زمانہ عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے اور علیحدہ بیٹھنے سے نہ روکا جائے کیونکہ اب عورتیں سینماؤں اور بازاروں میں جانے سے تو رکتی نہیں، مسجد میں آ کر کچھ دین کے احکام سن لیں گی، عہد فاروقی میں عورتوں کو مطلقاً گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی۔"

اسی طرح "فتاوی عالمگیری" جلد۱، ص ۳۴۱ میں ہے کہ:

"عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے کہ وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں اسے خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہے۔" (۴)

۴: "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" ج:۲، ص:۱۶۳، قادری پبلشرز لاہور پاکستان۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد اشرف القادری کا

نظریہ (دامت برکاتہم العالیہ):

بانی و مہتمم اعلیٰ "الجامعۃ اشرفیۃ" گجرات پاکستان

سوال:

کیا عورت ہر قسم کا علم یعنی دینی اور دنیاوی علم حاصل کر سکتی ہے؟ اور یہ حدیث کہ عورتوں کو لکھنا پڑھنا نہ سکھاؤ، کیا یہ صحیح ہے؟ اور اس مسئلہ میں علماء کرام کا کیا اختلاف ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب:

"بعض روایات کے اندر یہ ایک حدیث آئی ہے کہ:

"لَا تُعَلِّمُوْهُنَّ الْكِتَابَةَ"۔

"عورتوں کو لکھنے کا طریقہ نہ سکھاؤ"

یہاں لکھنے کا لفظ ہے پڑھنے کا لفظ نہیں ہے۔ اور دوسرے نمبر پر یہ روایت جو ہے، یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ اور جس قدر اسلام نے حصول علم پر زور دیا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اس علم کو حاصل کر کے دوسروں تک پہنچانے کیلئے لکھنے کا سہارا جس طرح اسلام کے اندر اسکا سلسلہ موجود ہے، اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ایسا (یعنی لکھنا سکھنا منع) نہیں ہونا چاہیے۔

اور اس کے برعکس ایک اور حدیث بھی موجود ہے کہ جس حدیث کے اندر ایک بی بی صاحبہ (حضرت شفاء بنت عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا) کو نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ایک دوسری بی بی صاحبہ (حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا) کے بارے میں جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

"اس کو لکھنا سکھا دو"۔

تو یہ دونوں (مذکورہ بالا) حدیثیں ضعیف ہیں۔

لہٰذا جب ایک ہی مسئلہ کے بارے میں دو نصیں متضاد اٹھی ہوگئیں اور ہیں بھی دونوں ضعیف، تو دونوں کو ترک کر دیا جائے گا اور مسئلہ بنیادی اصولوں اور بنیادی قوانین کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ عورتوں کو لکھائی سکھانے میں کوئی گناہ والی بات نہیں ہے، البتہ یہ بات ہے کہ یہ تربیت کرنی چاہیے کہ وہ اس لکھائی سے کوئی برا کام نہ لیں۔ یہ جس طرح معاشقے ہوتے ہیں اور خط و کتابت ہوتی ہے......... آج کل تو موبائل نے اور sms نے تو لکھنے کی ضرورت ہی نہیں چھوڑی۔ میں نے پہلے بھی اکثر کہا ہے کہ اگر دو چیزیں گھروں سے ختم کر دی جائیں (۱) موبائل فون (۲) ٹیلی ویژن، تو صرف اتنا کر دینے سے بہت ساری پلیدیاں اور بہت ساری خلافِ شرع باتوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ تو مسئلہ میرے نزدیک یہ نہیں کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا جائز ہے یا جائز نہیں ہے، میرے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں دی ہیں، اب آنکھ سے عورت قرآن مجید کی زیارت بھی کر سکتی ہے اور احادیث و کعبہ شریف کی زیارت بھی کر سکتی ہے۔

دوسرے نمبر پر اگر وہ اس سے فلم (movie) دیکھنا چاہے تو وہ بھی دیکھ سکتی ہے، اگر کسی نامحرم کو بری نظر کے ساتھ دیکھنا چاہے تو وہ بھی دیکھ سکتی ہے، تو یہ جو ذریعہ ہے اس ذریعے پر پابندی لگانا کوئی معنی نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی تربیت ہی اس طرح کرنی چاہیے کہ وہ کسی غلط معاملہ میں نہ اپنی آنکھ کا استعمال کریں، نہ اپنی زبان کا استعمال کریں اور نہ (غلط) لکھنے میں اپنے ہاتھ کا استعمال کریں۔

نبی کریم ﷺ کی امت میں سلف صالحین کے اندر بے شمار ایسے اکابر علمائے کرام اور ایسے بزرگ چاروں مذہبوں میں گزرے ہیں کہ ایک ایک گھر میں چار چار، پانچ پانچ مفتی ہوتے تھے۔ اس گھر کے مرد بھی مفتی ہوتے اور اس گھر کی عورتیں بھی مفتیات ہوتیں، اور جس وقت فتویٰ لکھا جاتا تو اس پر عورتیں بھی دستخط کرتیں اور مرد بھی تصدیقی دستخط کرتے۔ اگر انکی تعداد جمع کی جائے تو یقیناً ایسی عورتوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچے گی جو بڑے بڑے علماء، فضلاء، صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کی بیٹیاں ہیں۔

---جاری ہے---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

Monthly
Gujrat-Paksitan
Ahl-e-Sunnat International
Regd. No. CPL 73
Mob:0333.8403147/0313.9292373
www.qadriaashrafia.org